تصحیح شدہ جدید ایڈیشن

یا اللہ مدد

اک حقیقت ہے جو ہوا چاہتی ہے آشکارا
مُدعا میرا کسی کی آبرو ریزی نہیں

انکشافِ حقیقت

مصنف
شہیدِ ناموسِ صحابہؓ
حضرت علامہ مولانا عبدالغفور ندیم شہیدؒ

ناشر: مکتبہ ندیم شہیدؒ
جامع مسجد صدیق اکبرؓ ناگن چورنگی کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... انکشافِ حقیقت

مصنف .... مولانا عبدالغفور ندیم شہیدؒ

ناشر .... مکتبہ ندیم شہیدؒ، کراچی

صفحات 109

قیمت .... =/120 روپے

علمائے کرام کی تقاریر کی کیسٹ اور سی ڈیز کا واحد مرکز

اوراس کے علاوہ ہمارے یہاں کیسٹ اور سی ڈیز کی ڈبنگ

آڈر پر بھی تیار کی جاتی ہے۔

بیانات، نعتیں اور نظمیں وغیرہ موبائل فون، میموری کارڈ اور

یو ایس بی میں بھی ڈاؤن لوڈ کی جاتی ہیں

رابطہ

جامع مسجد صدیق اکبرؓ شاہ ولی اللہ چورنگی (ناگن چورنگی) نارتھ کراچی

فون 0333-3415180

حضرت مولانا عبدالغفور ندیم شہید رحمۃ اللہ علیہ
کا مختصر تعارف

نام: عبدالغفور ندیم شہیدؒ بن رحیم بخش

ولادت: کبیر والا کے مشہور قصبے سرائے سدھو میں ایک بڑھئی کے گھر 15 نومبر 1959ء کو ہوئی

تعلیم: ابتدائی ناظرہ و فارسی کتب مولانا فتح محمد صاحب سے پڑھی۔ درس نظامی شہر کے محلہ کھٹیاں والا میں مولانا عطاء الرحمٰن صاحب سے مشکوۃ تک پڑھا جبکہ دورہ حدیث شریف دارالعلوم کبیر والا سے 1975ء میں کیا اسکے علاوہ اسی سال میٹرک پاس کیا، 2002ء میں انٹر، 2004ء میں بی اے اور 2006ء ایم اے عربی کراچی یونیورسٹی میں کیا۔

مشن جھنگویؒ سے وابستگی: مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کے بے حد اصرار پر آپ کو جامع مسجد صدیق اکبرؓ خطابت کے لئے 1991ء کو جب لایا گیا مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ ہو چکے تھے اسی سال باقاعدہ آپ سپاہ صحابہؓ میں شامل ہوئے۔

جماعتی عھدے: بوقت شہادت آپ ڈسٹرکٹ سینٹرل کے سرپرست اعلیٰ اور اہلسنت والجماعت کے مرکزی سیکریٹری اطلاعات تھے۔ علاوہ ازیں کراچی ڈویژن کے صدر اور صوبہ سندھ کے نائب صدر بھی رہے ہیں۔

تصنیفات: (1) گرفتاری سے سزائے موت تک (2) انکشافِ حقیقت (3) خزینہ معرفت (4) کیا ہم دہشت گرد ہیں (5) دھوکہ بازوں سے بچئے (6) قاتلان حسینؓ (7) امیر معاویہؓ اور کونڈوں کی حقیقت (8) ماتم عبادت یا شرارت (9) متعہ کی حقیقت

عملی زندگی: 1979ء میں تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ جو کہ مفکر اسلام مفتی محمودؒ کی سرپرستی میں تھی میں بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ چونکہ ایک بے مثال خطیب تھے اسی لئے شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے جب آپ کراچی آئے آپ کو ملیر سٹی میں مدنی مسجد کی امامت وخطابت سونپ دی جو کہ 8 سال تک رہی پھر دار السلام مسجد لیاقت آباد میں ڈیڑھ سال اور سعود آباد بیت المکرم مسجد کچھ عرصہ جبکہ مرکز اہلسنت میں 1991ء سے تادم شہادت خطیب رہے۔

گرفتاریاں: پہلی گرفتاری دسمبر 1994ء تا 1998ء۔ دوسری گرفتاری 2001ء تا 2003ء آخری گرفتاری 17 اگست 2009ء جسمیں آپ کے ہمراہ آپ کے تین صاحبزادے تھے جو ایک ماہ تک رہی

شہادت: 11 مارچ 2010ء بروز جمعرات کو جب آپ سٹی کورٹ پیشی کیلئے جارہے تھے تو انو بھائی پارک کے قریب شیعہ دہشت گردوں نے نشانہ بنایا موقع پر آپ کا بیٹا معاویہ ندیم شہیدؒ جبکہ آپ اور دو بیٹے، دو جماعتی کارکن شدید زخمی ہوئے بعد ازاں 14 مارچ بروز اتوار بوقت پونے دس بجے لیاقت اسپتال میں آپ بھی شہید ہوگئے۔

جنازہ: مین ناگن چورنگی میں ہزاروں افراد کی موجودگی میں قائد اہلسنت مولانا محمد احمد لدھیانوی صاحب نے پڑھایا اور مرکز اہلسنت میں ہی آپ کی تدفین ہوئی۔

آل و اولاد: ایک بیوہ، پانچ بیٹے

بھائی بہنیں: 4 بھائی، 4 بہنیں

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	انتساب	6
2	جیل کے شہزادے	7
3	دیباچہ	14
4	**شیعہ کا پہلا کفر**	
5	عقیدہ تحریف قرآن	24
6	قرآن میں کمی کردی گئی	26
7	اللہ حفاظت قرآن کا وعدہ پورا نہ کرسکا	27
8	ایک تہائی قرآن غائب کردیا گیا	30
9	شیعہ اسی قرآن کو پڑھتے ہیں	32
10	**شیعہ کا دوسرا کفر**	
11	عقیدہ امامت	36
12	نبیؑ کی خصوصیات ائمہ میں	38
13	پہلا عقیدہ	39
14	دوسرا عقیدہ امام کا منصوص من اللہ ہونا	41
15	تیسرا عقیدہ امام کا مفترض الطاعۃ ہونا	41
16	چوتھا عقیدہ اماموں پر وحی نازل ہونا	43
17	پانچوں عقیدہ ائمہ کو احکام منسوخ کرنے کے اختیارات	46
18	ایرانی عوام اور حضورؐ کے صحابہؓ	53
19	امامت اور نبوتؑ میں کوئی فرق نہیں	56
20	**شیعہ کا تیسرا کفر**	
21	تکفیر صحابہؓ	60

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
22	صحابہ کرامؓ اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر مخلوق ہیں (نعوذ باللہ)	62
23	ابو بکر وعمر دونوں کافر ہیں (نعوذ باللہ)	65
24	تین کے علاوہ تمام صحابہؓ مرتد ہو گئے (نعوذ باللہ)	67
25	ارتداد سے بچنے والے تین بھی شیعہ کے ہاں مشکوک ہیں	70
26	شیعوں کے علاوہ سب کنجریوں کی اولاد ہیں	76
27	**شیعہ کا چوتھا کفر**	
28	توہین رسالتؐ بحوالہ متعہ	79
29	چار دفعہ متعہ کرنے والا حضورؐ کے مقام تک پہنچ جاتا ہے	82
30	**متفرقات**	
31	پہلا کلمہ	84
32	سنیوں کی اذان شیعہ کی کتابوں میں	87
33	شیعت اور اسلام میں فرق	92
34	حضرت عثمانؓ و معاویہؓ بدقماش (نعوذ باللہ)	94
35	شیعت کا نظریہ قیامت	96
36	شیعت تاریخ کے آئینے میں	104
37	شہادت عثمان غنیؓ	104
38	شہادت حضرت علیؓ و حسینؓ	105
39	بغداد کی تباہی	106
40	مصر کی فاطمی حکومت	106
41	صفوی دور حکومت	107
42	متفرقات	107

انتساب

سینٹرل جیل کراچی میں اسیری کے دوران ایک عزیز ''محمد رفیق الاسلام'' نے شیعہ کے کفریہ عقائد کو عوام الناس کے سامنے لانے کے لیے علمی موشگافیوں اور ثقیل ومشکل ترین اصطلاحات کے بجائے عام فہم تحریر کی ضرورت کا احساس دلایا۔ اور بار بار اصرار کیا کہ جیل میں فرصت کے ان لمحات میں یہ کارِخیر انجام دے دیں۔ چنانچہ موصوف (جو ہمارے ساتھ ہی دارالقرآن کی بیرک میں تھے) کے بے حد اصرار پر میں اللہ کے بھروسے پر اس کارِخیر کے لیے کمربستہ ہوگیا۔

چنانچہ میں اپنی اس حقیری سی کاوش کو ناموسِ صحابہؓ واہلِ بیتؓ کے تحفظ کے لیے قید وبند کی صعوبتوں سے گزرنے والے جھنگوی شہیدؒ کے روحانی فرزندوں کے نام منسوب کرتا ہوں۔

اللہ رب العزت اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

(مولانا) عبدالغفور ندیم شہیدؒ

امام وخطیب جامع مسجد صدیق اکبرؓ ناگن چورنگی کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جیل کے شہزادے

(مولانا عبدالغفور ندیم صاحب کی کتاب 'انکشاف حقیقت' کے لیے اپنی ایک انوکھی اور یادگار تحریر)

قید وقفس کی زندگی بھی عجیب ہوتی ہے۔ نہ اپنی مرضی سے انسان چل پھر سکتا ہے اور نہ ہی صبح وشام کے اوقات میں 'گنتی' بند کرانے یا وہ کھلوانے پر اختیار رکھتا ہے۔ بلکہ یہاں وہ جیل حکام کے رحم وکرم پر ہوتا ہے وہ جو کھلائیں اسے کھانا پڑتا ہے اور جس طرح حکم صادر کریں اس پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں بڑے بڑے بہادروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے اور نخوت اور غرور سے تنی ہوئی گردنیں ''مشقت'' کے بوجھ سے جھک جاتی ہیں۔ بقول شاعر

چاہتے ہیں کہ قیدی بس انہیں سجدہ کریں
ثانی نمرود ہوتے ہیں خداوندان جیل
کالے پانی کی سیاہی کا سمندر خشک ہو
ختم ہو لیکن نہ شرح ظلم بے پایان جیل

ہاتھوں میں ہتھکڑی پاؤں میں بیڑیاں اور سر پہ کوڑا کرکٹ کی ٹوکری اس بات کا احساس دلانے کے لیے کافی ہوتی ہے کہ قیدی کی زندگی جانور سے بھی بدتر ہے۔ جانور کے بالوں سے بنے ہوئے مٹی سے بھرے کمبل اوڑھ کر سردی سے خود کو بچانا اگر مجبوری نہ ہوتی تو ان کمبلوں کو جوتا صاف کرنے کے لیے بھی استعمال کرنے کو تیار نہ ہو۔ سارا دن مشقت کر کے شام کو پیٹ کا دوزخ بھرنے کو جو ''دال روٹی'' ملتی ہے کھلی انکھوں اور احساسِ لذت کے ساتھ اسے کھانا تو ممکن ہی نہیں ہوتا مگر ''زہر ماری'' کیے بغیر چارہ بھی نہیں ہوتا۔

جیل کی بلیاں، پرندے اور چوہے آزاد ہوتے ہیں۔ مگر آدم کی اولاد حضرت انسان جیل میں آ کر بھی پھر چھوٹی کوٹھڑیوں میں اسطرح بند ہونے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ نہ تاروں بھری رات کا حسین منظر دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی سخت گرمی کے موسم میں ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ گو کہ بجلی کی سہولت اور بعض افراد کو چند مخصوص سہولتوں کے حاصل ہو جانے سے قدرے آسانی نصیب ہو جاتی ہے۔ مگر جیل جیل ہے کہنے والے اسی لیے تو کہتے ہیں۔

خدا کرے نہ کسی کو مبتلائے قفس
چمن میں دھنتی ہیں سر بلبلیں کہ ہائے قفس!
ہزاروں آسائشیں میسر ہوں، اسیری پھر اسیری
قفس میں آ ہی جاتا ہے خیال آشیانہ بھی

لیکن انہی کوٹھڑیوں، بندی خانوں اور زندانوں میں کچھ ایسے سرپھرے بھی پہنچ جاتے ہیں جو جیل کو "خالہ جی کا گھر" یقین کر کے تمام تر پابندیوں کے باوجود جتنے روز بھی گزارتے ہیں نوابوں اور شہزادوں کی طرح گزارتے ہیں۔ میری مراد ہر گز یہ نہیں ہے کہ وہ جیل میں نفیس مزاج اور نرم و گداز گدوں و گاؤ تکیوں پر ٹیک لگا کر خوش لباس و خوش خورا کی شکل میں دولت و عہدہ، و تعلقات یا سفارش کے بل بوتے پر جیل کا وقت کاٹ رہے ہوتے ہیں کیونکہ ان چیزوں کے ذریعہ جیل کاٹنا تو اور مشکل ہو جاتا ہے جبکہ جن کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ ہوتے ہیں جو گلشن کی فضاؤں کو خیر باد کہہ کر اپنے بچوں اور پیاروں سے جدا ہو کر ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اس طرح سجاتے ہیں جیسے ہیرے جواہرات سے جڑے ہوئے سونے کے کنگن پہن رہے ہوں۔ پاؤں میں بیڑیاں ڈلوانے کا ایسا شوق ہوتا ہے جیسے دلہن پازیب پہننے کو بے قرار ہو۔ پھر یہ لوگ جیل میں پہنچتے ہی یہ ترانہ گا رہے ہوتے ہیں۔

حق کی خاطر زندان ملا ہے خوش ہیں
پوجے نہ گئے ہم سے کفر کے سورج چڑھتے
کیا حکومت نے چند دن کے لئے جو زنداں میں بند تجھ کو
جس آزمائش میں پڑنے والے حیات جاوداں پا چکے ہیں
اسی امتحان کے لئے کیا ہے تیرے خدا نے پسند تجھ کو

ایسے حق گو، اسلام کے نام لیواؤں اور حریت فکر کے علم برداروں کے دم قدم سے ہی آج صحن چمن میں بہاروں کا راج ہے اور غلامی کی تاریکیوں میں بھٹکنے والوں کے سر پہ آزادی کا تاج ہے۔ ہاں ہاں، اپنی پوری زندگی چھ فٹ کی ''چکی'' میں گزارنے والوں ہی نے قوموں اور نسلوں کو بڑے ملکوں و حکمتوں کا وارث بنایا ہے اور خود سلاخوں سے رشتہ جوڑ کر دوسروں کو کامرانی کی راہوں سے آشنا کیا ہے۔ اپنے لیے تختہ پسند کر کے پیروکاروں کو تاج و تخت سے ہمکنار کیا ہے۔ یہ وہی راستہ ہے جس پر امام ابوحنیفہؒ نے قدم رکھا تو پھر جنازہ ہی اٹھا۔ امام ابن تیمیہؒ آئے تو پھر زندہ واپس نہ ہوئے۔ یہ وہ وادی ہے جس سے گزر کر ہی امام احمد بن حنبل کی استقامت کا ڈنکا بجا اور انکے موقف کو پزیرائی ملی۔ یہ وہ میدان ہے جس میں اتر کر مجدد الف ثانی نے دین اکبری کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکی۔ یہ وہی مکتب ہے جہاں شیخ الہندؒ نے ایک طرف قرآن مجید کی تفسیر لکھی تو دوسری طرف آزادی ہند کی تقدیر رقم کی۔ یہ وہی درس گاہ ہے جہاں امیر شریعت قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے تو شیخ العرب و العجم حضرت حسین احمد مدنیؒ درس حدیث دیتے تھے۔ جب میں اپنے اکابرین کی تاریخ پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے کالا پانی سے لیکر جزیرہ مالٹا تک قلعہ گوالیار سے لیکر کراچی کے خالق دینا ھال تک قافلہ اہل حق پاؤں میں بیڑیوں، گلے میں زنجیروں کے ساتھ بندھے ہاتھوں کی صورت میں لبوں پر آزادی کے نغمے گاتا اور انگریزی فوج میں بھرتی کی حرمت کے فتوے دیتا سنائی دیتا ہے۔ کہیں یہ قافلہ حق وقت کے جابروں کے سامنے کلمہ حق بلند کرتا

ہے تو کہیں فرعونوں کے گریبانوں سے کھیلتا ہوا سامنے آتا ہے۔ کہیں جرم حق گوئی میں کوڑے کھاتا ہوا تو کہیں تختہ دار کو چومتا نظر آتا ہے۔ کہیں گولیوں کی بارش میں مُدْرِكٌ بَوَبَ الْكَعْبَةِ کے نعرے لگاتا تو کہیں برف کی سیلوں پر اللہ اللہ کی ضربیں لگاتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ کہیں ختم نبوت زندہ باد کہہ کر خاک وخون میں تڑپتا تو کہیں مرزائیت مردہ باد کی آواز بلند کر کے جیلوں کو آباد کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اپنے اسلاف کے کردار سے نظر ہٹا کر جب میں موجودہ دور میں ان کے نام نہاد وارثوں کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھے کبھی اپنے آپ پر اندھا ہونے کا گمان ہونے لگتا ہے تو کبھی اپنے ناسمجھ ہونے کا احساس ہونے لگتا ہے کہ کیا واقعی جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اور سمجھ رہا ہوں وہ حقیقت ہے یا میری نظر وفکر کا قصور ہے؟

یہ کسی اکابر کی جانشینی کا دعوئ کرنے والی اولاد ہے جو کہیں وقت کے فرعون کی خوشامد میں مبتلا ہے تو کہیں دینِ اکبری کے علمبرداروں کی ہمنوائی میں مصروف ہے۔ کہیں کالے انگریزوں سے وفاداری میں مرے جارہی ہے کہیں کفار ومرتدین سے یاری نبھائی جارہی ہے۔ کہیں نسوانی حکومت کی راہیں ہموار کر رہی ہے۔ تو کہیں گمراہ حکومت سے پیار کر رہی ہے۔ کفر وشرک، رفض وبدعت کے لئے ان کے دل گوشہء نرم رکھے ہوئے ہیں اور توحید ورسالت وعشق صحابہؓ سے سرشار جوانوں سے سینوں میں بغض وعداوت کے بم بھرے ہوئے ہیں۔ غیروں سے رسم وفا اپنوں پر جور وجفا والا انداز ایسا ہے کہ جسکی کوئی منطق سمجھ میں نہیں آتی۔

لیکن بایں ہمہ پانی کا یہ اصول ہے کہ وہ اپنی سطح ہمیشہ ہموار رکھتا ہے اور تاریخ اس ضابطہ پر کاربند ہے کہ وہ کسی بھی خلاء کو پر کیئے بغیر نہیں چھوڑتی اگر ایک قوم اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہوتی تو دوسری قوم کو اس مقام پر ایستادہ کر دیتی ہے۔ یہ وہی وجہ ہے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی اکابر واسلاف کے کردار کے احیاء کے لیے قرعہ فال سپاہ صحابہؓ

کے نام سے نکل آیا ہے۔ آج ایک مرتبہ پھر دنیا دیکھ رہی ہے کہ کس طرح اس جماعت کا آٹھ سالہ بچہ اور اسی سالہ بوڑھا اپنے مشن و موقف کی پاسداری کے جرم میں قید و بند کی انہی راہوں پر گامزن ہے۔ جن پر کبھی اکابرین رواں دواں تھے۔ دین اسلام کے مقابلہ میں یہودیت کی سوچ و فکر کے منصوبہ پر مبنی جعلی دین اور نقلی اسلام کا پرچار کرنے کی سازشوں اور وقت کے جابروں، آمروں کی طرف سے اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی ناپاک کوششوں کو خاک میں ملانے کے لئے میدان عمل میں اترنے والے ان نوجوانوں کو گولیوں، بموں، راکٹ لانچروں کا نشانہ بنا کر بھی جب خوفزدہ نہیں کیا جاسکا تو انہیں لمبے لمبے عرصہ کے لیے زندانوں کی اوٹ میں بھیج کر طرح طرح کی پابندیوں اور اوچھے ہتھکنڈوں کا اس انداز میں نشانہ بنایا جارہا ہے کہ وہ اول تو سسک سسک کر جیلوں ہی میں مرجائیں یا پھر جب عرصہ دراز بعد جیلوں سے باہر آئیں تو ذہنی اور جسمانی طور پر مفلوج ہوجاتے ہیں۔ مگر اکابر و اسلاف کے مشن و نصب العین کے وارث یہ نوجوان آج جیلوں میں بیٹھ کر ایک مرتبہ پھر وہ تاریخ دھرا رہے ہیں جس کا کبھی کتابوں میں تذکرہ پڑھا کرتے تھے۔ آج میں اپنا سر فخر سے بلند کر کے یہ لکھتے ہوئے خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ سپاہ صحابہؓ کی قیادت و کارکن جیلوں میں کہیں قرآن کریم کے حافظ بنے درس نظامی کے عالم بنے اور میدان جہاد کے مجاہد بننے میں مصروف ہیں۔ تو کہیں تصوف کی منازل طے کرنے اور تصنیف و تالیف کے میدان میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوانے میں سرگرم ہیں۔ بات تصنیف و تالیف کی آئی تو یہ بات بھی بتاتا چلوں کہ شہید ملت اسلامیہ حضرت فاروقی شہیدؒ نے اس عاجز کے ہمراہ اپنے اسیری کے چودہ ماہ میں ۲۶ کتب تصنیف کر کے ایک ایسا حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا جس کی مثال نہیں ملتی ہے۔ ایسے ہی اسیران ناموس صحابہؓ کی فہرست میں ایک چمکتا ہوا نام مولانا عبدالغفور ندیم مدظلہ کا ہے جو مرکز سپاہ صحابہؓ جامع مسجد صدیق اکبرؓ کے خطیب اور کراچی ڈویژن کے عہدیدار ہونے کے جرم میں عرصہ تین سال سینٹرل جیل کراچی میں گزار چکے

ہیں۔ انہوں نے جیل میں جہاں حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی وہاں اپنی گونا گوں خوبیوں سے لبریز خطابت کے جوہر بھی خوب دکھائے اور سینکڑوں قیدیوں کی ذہنی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ جیل میں ان کی طرف سے میرے ساتھ مسلسل خط و خطابت کا سلسلہ جاری رہا اور وہ اپنی جیل کی مصروفیات اور تقریباً ہر ہفتہ میں جیل کے اندر منعقد ہونے والے پروگراموں کی تفصیلات لکھتے رہتے جن سے قائد ملت اسلامیہ حضرت فاروقی شہید اور ہم دیگر اسیر خوب لطف اندوز ہوتے اور اپنے ہاں بھی اسی طرح کے پروگراموں کی شکل بنانے کی کوشش کرتے۔ مولانا ندیم کی رہائی کے بعد کراچی کے ایک دوست نے مجھے اٹک جیل میں ''انکشاف حقیقت'' نامی کتاب بھیجی تو میں یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ مولانا عبدالغفور ندیم صاحب مدظلہ سلیم و شبیر نامی دو کرداروں کے ذریعے سپاہ صحابہؓ کے موقف کو ایسے خوبصورت پیرائے میں تحریر کیا ہے کہ پڑھنے والا نہ صرف دلچسپی کے ساتھ کتاب کی ورق گردانی کرتا چلا جاتا ہے بلکہ ایک ایک بات کو سمجھتا اور شیعت کے کفریہ عقائد کے ایک ایک جز سے آگاہ ہو کر اس کی حقیقت کو تسلیم کرتا چلا جاتا ہے۔

حیرانی مجھے اس بات کی ہے کہ مولانا ندیم صاحب نے تصنیف و تالیف کے میدان کے آدمی نہ ہونے کے باوجود جس خوبصورتی کے ساتھ اپنا موقف و نصب العین اس کتاب میں نہایت ہی سادہ اور آسان پیرائے میں بیان کرتے چلے گئے ہیں وہ ادبی ذوق رکھنے والے اور کم تعلیم رکھنے والے کے لئے یکساں دلچسپی کا باعث بنتا چلا جاتا ہے۔

اگرچہ اٹک جیل میں سخت ترین پابندیوں کے ذریعہ مجھے قید تنہائی کے اعزاز سے نوازا گیا ہے تاہم پھر بھی میں اس کتاب کو جیل کے ملازموں اور دوسری بیرک کے قیدیوں کو بار بار پڑھنے کے لئے دیتا رہتا ہوں اور وہ لوگ اسے پڑھ کر یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں کہ ہمیں آج معلوم ہوا کہ مسلمانوں اور شیعوں میں کیا اختلاف ہے۔

میں اس کتاب کی تصنیف پر مولانا ندیم صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش

کرتا ہوں اور یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ آپ نے اپنی اسیری کا ایک ایسا خوبصورت تحفہ ہمیں دیا ہے کہ جو ہزاروں انسانوں کی رہنمائی کرنے اور جہالت کے پردے دور کرنے کا باعث ہوگا اور آپ کے لیے یقیناً صدقہ جاریہ کی حیثیت اختیار کرے گا۔ اس تحریر کے پڑھنے کے بعد میری مولانا ندیم صاحب سے اب پرزور اپیل ہے کہ وہ اپنے قلم کی روانی کو اپنی مصروفیات کے بندے نہ باندھیں بلکہ اس نعمت خداوندی سے فائدہ اٹھا کر کچھ نہ کچھ ضرور لکھتے رہیں تا کہ ہماری نسلوں کو ایک کارآمد سرمایہ میسر آسکے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب کو وسیع پیمانے پر شائع کر کے ملک کے کونے کونے میں پہنچانے کا بندوبست کریں۔ خاص طور پر طلبہ کے طبقوں میں اسے عام کرنے کی اشد ضرورت ہے تا کہ اس کتاب کی افادیت سے وہ صحیح طور پر مستفیض ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ اس تالیف کو مسلمانوں کی رہنمائی کا باعث بنائے اور مؤلف محترم کو بہت بہت جزائے خیر دے اور شر اعداء سے ان کی حفاظت فرمائے۔

آمین ثم آمین

دعا گو محمد اعظم طارق

اٹک جیل چکی نمبر ۱۴ قاسم بلاک

رات گیارہ بجے

دیباچہ

اک حقیقت ہے جو ہوا چاہتی ہے آشکارا
مدعا میرا کسی کی آبرو ریزی نہیں

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جسے خدائے بزرگ و برتر نے تمام ادیان باطلہ پر غلبے کے لیے نازل فرمایا ہے۔ یہ جس طرح قرنِ اوّل میں اولاد آدم علیہ السلام کے لیے دینوی واخروی کامرانیوں کا موجب تھا اسی طرح آج بھی ہے اور جب تک نوع انسانی اس کرۂ ارضی پر جلوہ افروز ہے، اسلام اس کی فلاح ونجات کا ضامن ہے اور رہے گا۔ انشاءاللہ

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لیے عقل سلیم رکھنے والوں نے اسے بصد خوشی قبول کیا اور اس سے محبت وعقیدت کی وہ مثال قائم کی کہ تاریخ ان قدسی صفات لوگوں پر فخر کرتی ہے، اور انہیں دنیائے انسانیت کے لیے مشعل راہ قرار دیتی ہے۔

جوں جوں اسلام کا پیغام صدق و وفا پھیلتا گیا، کفر و زندقہ کو اپنی بربادی اور موت دکھائی دینے لگی۔ چنانچہ اس نے اسلام کا راستہ روکنے کے لیے سازشوں کا جال بچھا دیا اور اس مذموم مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اہل اسلام پر مظالم وشدائد کی انتہا کردی۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو راہِ حق میں اس قدر اذیتیں دی گئیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ:

”جتنا مجھے دین کے راستے میں تکلیف دی گئی ہے اتنی مجھ سے پہلے کسی کو تکلیف نہیں دی گئی۔“

حضور ﷺ پر مظالم و مصائب سے جب کفار اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے تو انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے والے صحابہ کرامؓ پر شدائد و آلام کی روایت اپنائی اور انہیں اسلام لانے کے جرم میں اس قدر مصائب کا سامنا کرنا پڑا کہ جن کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، کلیجہ منہ کو آتا ہے، جگر کانپنے لگتا ہے، لیکن ان تمام تر مظالم و شدائد کے باوجود اہل اسلام کو صراط مستقیم سے برگشتہ نہ کیا جا سکا اور پوری قوت خرچ کر دینے کے باوجود اسلام کو مٹانے کی سازش کامیاب نہ ہو سکی، اس لیے کہ۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

اسلام کے خلاف کفر کی کھلی جارحیت جب بے سود ثابت ہوئی اور تندئ بادِ مخالف نے اسلام کو پہلے سے زیادہ عروج و سطوت عطا کر دی تو اب دنیائے کفر نے طریقہ واردات بدلا اور یہ طے پایا کہ مسلمانوں کو مسلمان بن کر نقصان پہنچانے کا وطیرہ کیا جائے اس لیے کہ اسلام کی کھلی مخالفت کر کے اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کا تجربہ ناکام رہا ہے۔

چنانچہ اب اسلام کی روز افزوں ترقی پر سانپ کی طرح پیچ و تاب کھانے والوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا اور بباطن اپنے کفر پر پختہ رہے، ایسے لوگوں کا ذکر اللہ رب العزت نے سورۃ البقرۃ کی (آیت 8) میں کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

ترجمہ: ”اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور یومِ آخرت پر حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔“

مذکورہ آیت مبارکہ میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ بظاہر تو کلمہ پڑھتے تھے اور بارگاہ

رسالتؐ میں اس بات کا اقرار بھی کرتے تھے کہ ہم مومن ہیں، اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، قیامت کے دن پر بھی ایمان رکھتے ہیں، لیکن ان کا ایمان چونکہ محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے تھا اس لیے اللہ رب العزت نے ان کے ایمان کو تسلیم کرنے کے بجائے واضح لفظوں میں کہہ دیا کہ یہ لوگ صاحبِ ایمان نہیں ہیں۔

مذکورہ بالا گفتگو سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ مسلمان بننے کے لیے صرف کلمۂ طیبہ پڑھ لینا ہی کافی نہیں بلکہ کلمہ پڑھنے کے بعد اسلام کے دیگر احکام کو دل و جان سے تسلیم کرلینا بھی ضروری ہے۔ مثلاً قرآن پاک سمیت تمام الہامی کتب پر ایمان لانا، تمام انبیاء پر اور حضور ﷺ کی ختمِ نبوت پر ایمان رکھنا، صحابہ کرامؓ کو معیار ایمان و معیار حق سمجھنا وغیرہ۔

ذرا غور فرمائیں!

★...... اگر کوئی شخص کلمہ تو پڑھتا ہے لیکن قرآنِ کریم کو صحیح، لاشک ولاریب کتاب نہیں مانتا۔

★...... کلمہ تو پڑھتا ہے لیکن حضور ﷺ کے تمام صحابہؓ کو کافر و مرتد کہتا ہے۔

★...... کلمہ تو پڑھتا ہے لیکن زنا کو جائز قرار دیتا ہے۔

★...... کلمہ تو پڑھتا ہے لیکن زکوٰۃ کا انکار کرتا ہے۔

تو کیا ایسے شخص کو آپ مسلمان ماننے کے لیے تیار ہوں گے؟ نہیں اور ہرگز نہیں! اس لیے کہ وہ کلمہ تو پڑھتا ہے لیکن اسلام کے بنیادی عقائد و نظریات کا انکار کر رہا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں اس کے کلمہ کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

حضور ﷺ کے دور میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے کلمہ بھی پڑھا تھا، مسلمانوں کی مجالس میں بھی شریک ہوتا تھا، مسلمانوں کے مشوروں میں بھی اسے شریک کیا جاتا تھا لیکن اللہ کے ہاں اس کے ایمان اور کلمہ کو پذیرائی حاصل نہ ہوسکی بلکہ

جب وہ مرا تو اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کو اس کی نماز جنازہ پڑھانے سے بھی روک دیا اور اس کی قبر پر دعائے مغفرت سے بھی منع کر دیا۔

آج سپاہِ صحابہؓ کے کارکنان جب شیعہ کو ''غیر اسلامی فرقہ کہتے ہیں تو عام لوگ فوراً چیخ اٹھتے ہیں کہ شیعہ تو کلمہ پڑھتے ہیں اس لیے وہ کافر کیسے ہو سکتے ہیں؟ ایک کلمہ گو شخص کو غیر مسلم کیسے کہا جا سکتا ہے؟'' تو جواباً عرض ہے کہ شیعہ اسی طرح کے مومن ہیں جس طرح کے مومنوں کا ذکر سورۃ البقرۃ کی ابتداء میں آیا ہے کہ وہ لوگ کلمہ پڑھ کر، اللہ اور آخرت پر ایمان کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو مومن کہتے تھے لیکن اللہ کے ہاں ان کے کلمے، عقیدۂ توحید اور عقیدۂ آخرت کا کوئی اعتبار نہیں تھا بلکہ ان کے دعویٰ ایمان کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو مومن تسلیم نہیں کیا اور صاف لفظوں میں کہہ دیا ''وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ'' وہ مومن نہیں ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں اسی حقیقت کو ایک مکالمے کے انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ اہلِ تشیع کلمہ گو ہونے کے باوجود علماء امت کی نظر میں دائرۂ اسلام سے خارج کیوں ہیں؟

آیئے! کتاب کا بغور مطالعہ کیجیے اور شیعت کے بارے میں اصل حقائق سے آگاہ ہو کر اپنے قلب و ذہن کو تذبذب سے بچایئے اور سپاہِ صحابہؓ کے موقف کی صداقت سے آگاہی حاصل کیجیے۔

اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر
لباس خضر میں اکثر راہزن بھی ہوتے ہیں

بندہ: اے۔ جی ندیم۔
سینٹرل جیل کراچی۔
یکم رمضان المبارک ۱۷ھ

مکالمہ

مکالمہ

سلیم اور شبیر دو دوست ہیں، سلیم سنی العقیدہ مسلمان ہے اور شبیر شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے، دونوں کالج کے طالب علم ہیں، سلیم سپاہ صحابہؓ کے مشن سے کافی ہمدردی رکھتا ہے، چنانچہ ایک روز دونوں کے درمیان شیعہ، سنی کے موضوع اور سپاہِ صحابہؓ کی تحریک کے عنوان سے گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

سلیم نے چونکہ بانی سپاہِ صحابہؓ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی تقاریر کی بیشتر کیسٹیں سُن رکھی تھیں اس لیے اس کا موقف تھا کہ شیعہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں جبکہ شبیر کا موقف تھا کہ شیعہ بھی دیگر اسلامی فرقوں کی طرح ایک اسلامی فرقہ ہے، دونوں نے اپنے اپنے موقف کی تائید میں دلائل پیش کیے تاکہ اپنے موقف کو صحیح ثابت کر سکیں۔

دونوں کے درمیان ہونے والی اس مدلل گفتگو کو ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے تاکہ آپ اس گفتگو سے لطف اندوز بھی ہوں اور اپنی معلومات میں بھی اضافہ کریں۔

شبیر: بھائی! میں کافی دنوں سے آپ کو کہتا چلا آ رہا ہوں کہ آپ کسی روز وقت نکال کر میرے گھر پر تشریف لائیں اور کھانے کی دعوت قبول فرمائیں لیکن آپ مجھے مسلسل نظر انداز کر رہے ہیں، آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

سلیم: بس کچھ مصروفیات اور سُستی کی وجہ سے میں وقت نہیں نکال پاتا، ورنہ آپ کو نظر انداز کرنے والی ایسی کوئی بات نہیں۔

شبیر: تقریباً چھ ماہ سے میں آپ کو دعوت دے رہا ہوں، اتنے عرصے میں آپ کو ایک روز بھی ایسا نہیں ملا کہ آپ میری دعوت کو قبول کر لیتے، کہیں آپ سپاہِ صحابہؓ والوں کے پاس تو نہیں بیٹھنے لگے؟

سلیم: ہاں! سپاہ صحابہؓ کے کچھ لوگوں سے جان پہچان ہے لیکن اتنا زیادہ ان کے پاس بیٹھنے کی میرے پاس فرصت کہاں ہے؟ آپ کو پتا ہے کہ میں زیادہ تر وقت اپنے گھر پر ہی گزارتا ہوں۔

شبیر: تو آخر آپ میری دعوت کو مسلسل کیوں نظرانداز کر رہے ہیں، آج تو آپ کو کچھ بتانا ہی پڑے گا؟

سلیم: اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں آپ کو صحیح بات بتادوں!

شبیر: ناراضگی کی کونسی بات ہے، اگر آپ کا عذر معقول ہوگا تو میں آپ کو آئندہ مجبور نہیں کروں گا۔

سلیم: اصل بات یہ ہے کہ میں نے گذشتہ دنوں سپاہِ صحابہؓ کے بانی مولانا حق نواز جھنگویؒ کی اوکاڑہ والی تقریر کی کیسٹ سُنی تھی، اس سے پہلے میں شیعوں کے ہاں کھانے پینے کو معیوب نہیں سمجھتا تھا لیکن اس کیسٹ کے سُننے کے بعد میں نے فیصلہ کرلیا کہ اب شیعوں کے ہاں کوئی چیز نہ کھاؤں گا۔ بس اس وجہ سے میں آپ کی دعوت کو قبول کرنے سے گریز کر رہا ہوں۔

شبیر: آپ بھی عجیب آدمی ہیں، کالج کے اسٹوڈنٹ ہیں لیکن دقیانوسی ذہنیت نہیں گئی بھئی، مولویوں کا تو کام ہی لوگوں کو آپس میں لڑانا ہے، آپ کن چکروں میں پڑگئے؟

سلیم: پہلے تو میں بھی یہی سمجھتا تھا کہ مولوی فرقہ واریت پھیلاتے ہیں اور لوگوں کو آپس میں لڑواتے ہیں لیکن جب میں نے مولانا جھنگویؒ کی کیسٹ سُنی تو یقین جانیے میری تو آنکھیں کُھل گئیں۔ اس لیے کہ ان کی تقریر عام مولویوں کی طرح قصے، کہانیوں، لطیفوں اور چٹکلوں وغیرہ پر مشتمل نہیں تھی بلکہ ایسی مدلل تقریر تھی کہ کم از کم میرے ذہن میں نقش ہو کر رہ گئی۔

شبیر: انہوں نے تقریر میں کیا کہا کہ شیعوں کے گھر کا کھانا حرام ہے؟

سلیم: یہ تو معمولی سی بات ہے، انہوں نے تو قرآن وحدیث اور شیعوں کی معتبر ترین کتابوں کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ شیعہ کائنات کا بدترین اور غلیظ ترین کافر ہے، اس لیے اس تقریر کے بعد مجھے شیعوں سے کچھ نفرت سی ہو گئی ہے۔

شبیر: ارے سلیم بھائی! تم بھی بڑے سادہ ہو، ایک ہی تقریر سُن کر لٹو ہو گئے یہ مولوی لوگ، عوام کو آپس میں لڑانے کے لیے اِدھر اُدھر کی جھوٹی اور بے سروپا باتیں اپنی تقریروں میں سناتے رہتے ہیں، جن میں کوئی صداقت نہیں ہوتی۔

سلیم: ہوتے ہونگے ایسے مولوی! لیکن جھنگویؒ صاحب نے جن کتابوں کے حوالے دیے ہیں میں نے وہ کتابیں حاصل کر کے خود بھی پڑھی ہیں اور وہ ساری باتیں آپ کی مذہبی کتابوں میں موجود پائی ہیں، جن کی وجہ سے جھنگویؒ صاحب اور سپاہِ صحابہؓ کا موقف مجھے سمجھ میں آنے لگا ہے۔

شبیر: یار آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں! ہماری کتابوں میں ایسی باتیں، جو اسلام کے سراسر خلاف ہوں، اور ان سے ہمارا کفر ثابت ہوتا ہو، یہ ناممکن ہے؟

سلیم: یہ ممکن ہے اس لیے کہ میں نے خود ان کتابوں میں شیعہ کے کفریہ نظریات پڑھے ہیں، اگر آپ کہیں تو وضاحت کروں؟

شبیر: بالکل وضاحت کریں تاکہ مجھے بھی پتہ چلے کہ ہمارے مذہب میں ایسی باتیں بھی ہیں جو ہمارے کفر کی دلیل بن سکتی ہیں، اگر آپ نے ثابت کر دیا تو......!

سلیم: ہاں ہاں! اگر میں نے ثابت کر دیا تو آپ اپنا مذہب چھوڑ دیں گے؟

شبیر: میں دیکھوں گا، اگر آپ ہمارے مذہب کی معتبر کتابوں میں سے ہمارے کفریہ عقائد دکھا دیں تو میں شیعہ مذہب چھوڑ دوں گا۔ شرط یہ ہے کہ آپ صرف زبانی بات نہیں کریں گے بلکہ وہ کتابیں لا کر مجھے دکھائیں گے۔

سلیم: ٹھیک ہے، ابھی تو میرے پاس کتابیں نہیں کل آپ میرے گھر پر تشریف لائیں۔ میں ایک ایک حوالہ آپ کو دکھا دوں گا۔

دوسرے روز شبیر اپنے مسلمان دوست سلیم کے گھر پہنچ گیا اور پھر دونوں کے درمیان شیعہ کے کفر پر بحث وتکرار شروع ہوگئی۔

☆......☆......☆

شیعہ کا پہلا کفر

عقیدۂ تحریفِ قرآن

عقیدۂ تحریف قرآن

شبیر: میں حاضر ہو گیا ہوں! آج یا تو آپ مجھے دلائل سے قائل کریں گے کہ شیعہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہیں، یا میں آپ پر یہ حقیقت واضح کروں گا کہ شیعہ صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ پکے مومن ہیں، اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ہم وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو سب مسلمان پڑھتے ہیں، اور کسی کلمہ گو کو کافر کہنا بہت بڑا گناہ ہے اس لیے کہ میں نے آپ ہی کے مولویوں سے یہ حدیث سُنی۔ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة"

ترجمہ: جس نے لا الٰہ الّا اللہ کہہ لیا وہ جنتی ہیں۔

اور ہم اللہ کے فضل سے لا الہ الّا اللہ پڑھتے ہیں، اس لیے ہمیں تو یقین ہے کہ ہم جنتی ہیں، اور کوئی جنتی کافر نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی کافر جنتی ہو سکتا ہے۔

سلیم: بھئی جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں ان شاء اللہ آپ کو مطمئن کر کے بھیجوں گا، آپ نے تو آؤ دیکھا نہ تاؤ، آتے ہی اپنے مسلمان ہونے کی ایک دلیل ٹھونک دی: میں نے یہ کب کہا کہ آپ چونکہ کلمہ پڑھتے ہیں اس لیے کافر ہیں، کلمہ تو آپ بے شک پڑھتے ہیں بلکہ ہمارے کلمے سے بھی لمبا کلمہ پڑھتے ہیں، ہمارا کلمہ تو لا الہ الّا اللہ محمد رسول اللہ پر ختم ہو جاتا ہے لیکن آپ کے کلمہ میں مزید علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلا فصل۔ کا اضافہ بھی ہے۔ لیکن آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ صرف کلمہ پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لیے

کافی نہیں۔ ورنہ آپ ہی بتائیں کہ قادیانی مسلمان ہیں یا کافر؟

شبیر: وہ تو کافر ہیں اور ۱۹۷۴ء میں حکومت پاکستان نے بھی انہیں آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تھا اس لیے کہ وہ ختمِ نبوت کے منکر ہیں اور حضور ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں، اس لیے جو شخص ختمِ نبوت کا منکر ہو وہ کلمہ پڑھنے کے باوجود کافر ہے۔

سلیم: بس میں یہی بات آپ سے کہلوانا چاہتا تھا، کہ صرف کلمہ پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لیے کافی نہیں بلکہ اسلام کے بنیادی عقائد کو دل و جان سے تسلیم کرنا بھی ضروری ہے ورنہ قادیانی بھی وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو ساری اسلامی برادری پڑھتی ہے لیکن ان کے کلمے کا اعتبار اس لیے نہیں کیا جاتا کہ وہ اسلام کے ایک اہم ترین اور بنیادی عقیدہ، یعنی ختم نبوت کے منکر ہیں، گویا آپ کی سمجھ میں بات آ گئی کہ اگر کوئی شخص اسلام کے بنیادی عقائد، قرآن کریم، ختم نبوت وغیرہ پر ایمان نہ رکھتا ہو تو صرف کلمے کی بنیاد پر اسے مسلمان نہیں مانا جاسکتا۔

شبیر: تو کیا ہم اسلام کے بنیادی عقائد کا انکار کرتے ہیں؟

سلیم: جی ہاں! قرآن کریم، جو اللہ تعالیٰ کی آخری اور لاریب کتاب ہے، جس کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ:

﴿ذالك الكتاب لاريب فيه﴾

ترجمہ: ''یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔''

آپ کے مذہب کے مطابق یہ کتاب خداوندی شک وشبہ سے بالاتر نہیں بلکہ اس میں کئی جگہ تحریف وتبدّل کر دیا گیا ہے اور موجودہ قرآن کریم نامکمل ہے۔

شبیر: میرے خیال میں آپ کو یا تو غلط فہمی ہوئی ہے یا وہی مولوی حق نواز جھنگویؒ کی جذباتی تقریر سے آپ متاثر ہو گئے ہیں ورنہ ہمارے مذہب میں اگر موجودہ

قرآن صحیح نہ ہوتا، یا ہمارا اس قرآن پر ایمان نہ ہوتا تو ہم اپنے گھروں میں یہ قرآن کیوں رکھتے؟ اپنے بچوں کو یہ قرآن کیوں پڑھاتے؟ ہم خود اسی قرآن کی تلاوت کیوں کرتے؟

سلیم: دیکھیے! نہ تو مجھے غلط فہمی ہوئی ہے اور نہ ہی میں محض مولانا جھنگوی شہیدؒ کی جذباتی تقریر سے متاثر ہوا ہوں۔ بلکہ انہوں نے اپنی تقریر میں آپ کے شیعہ مذہب کی معتبر ترین کتابوں سے جو حوالہ جات پیش کیے ہیں۔ میں نے وہ کتابیں لے کر خود پڑھی ہیں اس لیے میں صرف تقریر کی روشنی میں نہیں بلکہ اپنے مطالعے کی روشنی میں کہہ رہا ہوں کہ آپ موجودہ قرآن کریم کو تحریف و تبدیل شدہ مانتے ہیں۔

یہ دیکھیے میرے پاس آپ کے مذہب کی بنیادی اور معتبر ترین کتاب ''اُصولِ کافی'' رکھی ہے، جس کے مصنف جناب ''محمد یعقوب کلینی'' ہیں جو ''ثقتہ الاسلام'' کے لقب سے ملقب ہیں۔ یہ کتاب امام غائب کی غیبت صغریٰ کے زمانہ میں لکھی گئی۔ اس کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب امام غائب کے سامنے جب غار میں پیش کی گئی تو انہوں نے اسے پڑھ کر فرمایا ''ھذا کاف لشیعتنا'' یعنی یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہے، اس سے اس کا نام ''الکافی'' رکھا گیا۔

(مقدمہ اصول کافی صفحہ ۲۰ جلد ا مطبوعہ ایران)

قرآن میں کمی کر دی گئی

اس کتاب کے (صفحہ ۴۱۴ جلد ۱) پر یہ روایت آپ خود پڑھ سکتے ہیں:

عن الحسین بن محمد، عن معلی بن محمد، عن علی بن اسباط، عن علی بن ابی حمزۃ، عن ابی بصیر، عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل ومن یطع اللہ ورسولہ (فی ولایۃ علی (وولایۃ) الائمۃ من بعدہ) فقد فاز فوزا "عظیما" ھکذا انزلت۔

ترجمہ: ''ابو بصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول
''ومن یطع اللہ ورسولہ (فی ولایۃ علی (وولایۃ) الائمۃ من بعدہ)
فقد فاز فوزا "عظیما" اسی طرح نازل ہوا تھا''۔

اب آپ بتائیں کہ مذکورہ خط کشیدہ الفاظ موجودہ قرآن میں کہیں آپ کو نظر آتے ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو بتائیں موجودہ قرآن مکمل ہوا یا نامکمل؟

اسی کتاب کے (صفحہ ۴۱۷ جلد ۱) پر دیکھیں!

''عن ابی جعفر علیہ السلام قال نزل جبریل بھذہ الایۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
"بئسما اشتروا بہ انفسھم ان یکفروا بما انزل اللہ فی علی بغیا''

ترجمہ: ''حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اس آیت کو محمد ﷺ پر اس طرح لے کر آئے تھے۔ ''بئسما اشتروا بہ انفسھم ان یکفروا بما انزل اللہ (فی علی) بغیا''

اب قرآن مجید میں "فی علی" کے الفاظ نہیں ہیں، جبکہ آپ کی یہ کتاب بتلا رہی ہے کہ جو قرآن اللہ نے نازل کیا تھا اس میں "فی علی" کے الفاظ موجود تھے۔

اب آپ ہی بتائیں کہ جو لوگ قرآن کریم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ اس قرآن میں سے بعض الفاظ کم کر دیے گئے ہیں اور موجودہ قرآن ناقص ہے تو آپ پھر بھی انہیں مسلمان سمجھتے ہیں؟

اللہ حفاظت قرآن کا وعدہ پورا نہ کر سکا

شبیر: یہ تو واقعی نئی بات میرے سامنے آئی ہے، مجھے تو ان باتوں کا پتہ ہی نہیں تھا کہ ہماری اتنی معتبر کتاب میں اس طرح کی باتیں لکھی ہوں گی۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب قرآن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود وعدہ کیا ہے کہ:

﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون﴾. (پ ۱۴)

ترجمہ: بے شک ہم نے ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

جب اللہ تعالیٰ خود قرآن کا محافظ ہے تو اس میں کوئی انسان کیسے تغیر وتبدل کر سکتا ہے؟ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے پر (نعوذ باللہ) قائم نہ رہ سکا۔

سلیم: یہی تو ہم کہتے ہیں کہ اگر قرآن کریم میں تحریف کا عقیدہ رکھا جائے تو اس سے اللہ تعالیٰ کا عاجز ہونا لازم آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو عاجز ماننا کفر نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر قرآن میں تحریف وتبدیلی کا عقیدہ رکھنے والا مذکورہ آیت حفاظت کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا جھنگویؒ شہید نے اپنی تقریر میں شیعہ کو کافر کہا ہے۔

ابھی تو میں نے صرف دو حوالے پیش کیے ہیں۔ اگر آپ کہیں تو مزید حوالہ جات پیش کروں؟

شبیر: کیا اس قسم کی اور روایات بھی ہیں؟

سلیم: جی ہاں! آپ کے ائمہ سے تقریباً دو ہزار روایات تحریف قرآن پر مروی ہیں، اگر وہ سب روایات پیش کروں تو اس کے لیے طویل وقت درکار ہے، البتہ چند حوالہ جات مزید آپ کو دکھاتا ہوں۔

یہ دیکھیے! اصول کافی کے اسی صفحہ نمبر ۴۱۷ پر ملاحظہ فرمائیں:

نزل جبرئیل علیه السلام بهذه الایة علی محمد هکذا: ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا (فی علی) فاتوا بسورة من مثله۔

ترجمہ: "جبرائیلؑ اس آیت کو محمد ﷺ پر اس طرح لے کر آئے تھے" ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا (فی علی) فاتوا بسورة من مثله"

آپ ذرا موجودہ قرآن میں دیکھیں کہ مذکورہ آیت میں "فی علی" کا لفظ موجود

ہے؟اسی طرح یہ میرے پاس اصول کافی جلد دوم رکھی ہے،اس میں صفحہ ۶۳۷ جلد۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔امام جعفر صادق سے منقول ہے:

ان القرآن الذی جاء به جبریل علیه السلام الی محمد صلی الله علیه وسلم سبعة عشر الف آیة۔

ترجمہ:''تحقیق جو قرآن جبریلؑ محمد ﷺ پر لے کر آئے تھے اس میں سترہ ہزار آیات تھیں۔

اب قرآن کریم میں علی اختلاف الروایات چھ ہزار چھ سو سولہ 6616 یا چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ 6666 آیات ہیں۔لہٰذا آدھے سے زیادہ قرآن غائب کر دیا گیا۔

گویا شیعہ مذہب کے مطابق اس وقت جو قرآن ہمارے پاس موجود ہے یہ ادھورا قرآن ہے،اور قرآن کریم کے بارے میں یہ نظریہ کفر کی بہت بڑی دلیل ہے۔

شبیر: بھئی میرا تو دماغ گھوم گیا ہے، یہ حوالہ جات پڑھ کر، کیا ہماری کسی اور کتاب میں بھی اس قسم کی باتیں ہیں؟

سلیم: جی ہاں! آپ کے مذہب کی تمام بنیادی کتابوں میں اس طرح کی کفریات موجود ہیں۔ یہ دیکھیے میرے ہاتھ میں آپ کے مذہب کی بڑی معتبر کتاب ''احتجاج طبری'' موجود ہے،اس کتاب کے مصنف شیخ احمد بن ابی طالب طبری نے کتاب کے دیباچہ میں لکھ دیا ہے کہ اس کتاب میں سوائے امام حسن عسکری کے اور جس قدر ائمہ کے اقوال ہیں،ان پر اجماع ہے،یا وہ عقل کے موافق ہیں یا اس قدر سیر وغیرہ کی کتب میں ان کی شہرت ہے کہ مخالف وموافق سب کا ان پر اتفاق ہے،اس کتاب کے صفحہ ۱۱۹ سے لے کر صفحہ ۱۳۲ تک ایک طویل روایت حضرت علیؓ المرتضیٰ سے منقول ہے کہ ایک زندیق نے آنجناب کے سامنے قرآن پاک پر کچھ اعتراضات کیے اور آپ نے قریب قریب ہر اعتراض کے جواب میں فرمایا ہے''قرآن میں تحریف ہو گئی ہے'' مثلاً

اس زندیق نے ایک تو قرآن مجید میں یہ اعتراض کیا کہ:

"فان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ماطاب لکم من النساء"

ترجمہ: "اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیموں کے حق میں انصاف نہ کرسکو گے تو جن عورتوں سے چاہو نکاح کرلو۔"

زندیق نے کہا کہ شرط و جزا میں کوئی ربط معلوم نہیں ہوتا، یتیموں کے حق میں انصاف نہ کرسکو تو عورتوں سے نکاح کرلو، ایک بالکل بے ربط بات ہے۔

تہائی قرآن غائب کر دیا گیا

جناب امیر علیہ السلام اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں:

واما ظهورك على تناكر قوله فان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لكم من النساء وليس يشبه القسط فی الیتامیٰ نکاح النساء ولا كل النساء ايتاما فهو مما قدمت ذكره من اسقاط المنافقين من القرآن وبين القول فی الیتامی وبين نكاح النساء من الخطاب والقصص اكثر من ثلث القرآن وهذا وما اشبه مما ظهرت حوادث المنافقين فيه لاهل النظر والتامل ووجد المعطلون واهل الملل المخالفين للاسلام مساغا الى القدح فی القرآن۔ (احتجاج طبرسی اصفحہ ۱۲۹)

ترجمہ: "اور تجھ کو جو اللہ کے قول" فان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ماطاب لکم من النساء" کے ناپسندیدہ ہونے پر اطلاع ہوئی اور تو کہتا ہے کہ یتیموں کے حق میں انصاف کرنا عورتوں سے نکاح کرنے کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتا اور نہ کل عورتیں یتیم ہوتی ہیں، پس اس کی وجہ وہی ہے جو میں پہلے تجھ سے بیان کرچکا ہوں کہ منافقوں نے قرآن سے بہت کچھ نکال ڈالا۔

"فی الیتامیٰ" اور "فانکحوا" کے درمیان میں بہت سے احکام اور قصے تھے۔ تہائی قرآن (یعنی دس پارے) سے زیادہ وہ سب نکال ڈالے گئے۔ اسی وجہ سے بے ربطی ہوگئی۔ اس قسم کے منافقوں کی تحریفات کی وجہ سے جو اہل نظر و تامل کو ظاہر ہو جاتی ہیں، بے دینوں اور اسلام کے مخالفوں کو قرآن پر اعتراض کرنے کا موقع مل گیا۔"

آپ نے دیکھا کہ حضرت علیؓ کی طرف کیسی جھوٹی بات منسوب کرکے قرآن کو ناقص ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے، یعنی اس روایت کی رو سے جناب امیر اس زندیق کے کسی اعتراض کا جواب نہ دے سکے۔ اس روایت کو دیکھ کر صاف کہنا پڑتا ہے کہ شیعوں کی طرح جناب امیرؓ بھی (نعوذ باللہ) قرآن کے سمجھنے سے عاجز و قاصر تھے۔ حالانکہ آج اہل سنت کے کسی ادنیٰ طالب علم سے پوچھو تو وہ بھی اس آیت کا ربط اچھی طرح بیان کردے گا، آیت میں یتامیٰ سے مراد یتیم لڑکیاں ہیں، بعض لوگ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرتے تھے اور ان کا مہر بھی کم باندھتے تھے، دوسرے حقوق بھی ادا نہ کرتے تھے، کیونکہ ان یتیموں کی طرف سے کوئی لڑنے جھگڑنے والا تو ہوتا ہی نہیں تھا، لہٰذا آیت میں حکم دیا گیا کہ اگر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے میں بے انصافی کا اندیشہ ہو تو ان سے نکاح نہ کرو بلکہ دوسری عورتوں سے نکاح کرلو۔

اس روایت میں آپ نے دیکھا کہ ایک تیر سے دو شکار ہوگئے ہیں، ایک تو یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم کا بیشتر حصہ حذف کردیا گیا ہے اور دوسرے حضرت علیؓ پر یہ بہتان باندھا گیا ہے کہ وہ قرآن فہمی سے قاصر تھے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے، نہ تو حضرت علیؓ قرآن فہمی سے قاصر تھے اور نہ قرآن میں کوئی تحریف کی گئی ہے، میں نے آپ کو اس آیت میں ربط بتایا ہے، لیکن شیعہ نے قرآن میں تحریف ثابت کرنے کے لیے حضرت علیؓ کو قرآن فہمی سے قاصر ثابت کیا ہے، آپ بتائیں کہ اس قسم کا عقیدہ شیعہ کے کفر پر دلالت نہیں کرتا؟

اب ایک حوالہ اور دکھا کر اپنی بات ختم کروں گا۔
یہ دیکھیں، میرے پاس شیعہ مذہب کے بہت بڑے عالم مولوی مقبول احمد دہلوی کا ترجمہ رکھا ہے، اس کے صفحہ ۸۵۳ پر ملاحظہ فرمائیں!

''ثواب الاعمال'' میں جناب امام جعفر صادقؒ سے منقول ہے کہ سورۂ احزاب، سورۂ بقرہ سے بھی زیادہ طویل تھی، مگر چونکہ اس میں عرب کے مردوں اور عورتوں کی عموماً اور قریش کی خصوصاً بداعمالیاں ظاہر کی گئی تھیں اس لیے اسے کم کردیا گیا اور اس میں تحریف کردی گئی۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب میں عرب اور قریش کے لوگوں کی جو بداعمالیاں ظاہر کی تھیں، وہ لوگوں نے مٹا ڈالیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کا جو وعدہ کیا تھا وہ سچا ثابت نہ ہوسکا۔ اب بھی اگر آپ کہیں کہ میں محض جذباتی تقریر سُن کر متاثر ہوگیا ہوں تو آپ کی مرضی۔ باقی میں نے آپ کی معتبر ترین کتابوں سے ثابت کردیا ہے کہ شیعہ کا موجودہ قرآن پر ایمان نہیں ہے۔ اور جس کا قرآن پر ایمان نہ ہو یا قرآن کو ناقص و نامکمل کتاب تسلیم کرتا ہو اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

شیعہ اسی قرآن کو پڑھتے ہیں

شبیر: آپ نے جو دلائل میرے سامنے پیش کیے ہیں، ان سے ہمارے بڑے بڑے مجتہد بھی تو واقف ہونگے تو آخر وہ ہمیں اسی قرآن کو پڑھنے کی ترغیب کیوں دیتے ہیں اور خود بھی اسی قرآن کی تلاوت کیوں کرتے ہیں؟ اور اپنے بچوں کو بھی یہی قرآن کیوں پڑھاتے ہیں؟ جب انہیں معلوم ہے کہ یہ قرآن صحیح نہیں تو وہ اس کو کس مصلحت کی بنا پر پڑھتے ہیں؟

سلیم: آپ کے اس سوال کا جواب اگر میں اپنی طرف سے دوں تو ممکن ہے، غلط بیانی

ہو جائے اس لیے اس سوال کا جواب میں آپ ہی کے مذہب کی کتاب سے دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ آپ اس حقیقت سے بھی آگاہ ہو سکیں کہ موجودہ قرآن کو ناقص، نامکمل اور محرف سمجھنے کے باوجود آپ کے مجتہدین کیوں پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔

یہ دیکھیں! ترجمہ مقبول احمد دہلوی صفحہ ۹۷۴ ملاحظہ ہو:

"معلوم ہوتا ہے کہ جب قرآن میں اعراب لگائے گئے ہیں تو شراب خور خلفاء کی خاطر یَعصِرُون کو یُعصَرون سے بدل کر معنی کو زیر و زبر کیا گیا ہے، یا مجہول کو معروف سے بدل کر لوگوں کے لیے ان کے کرتوت کی معرفت آسان کر دی۔ ہم اپنے امام کے حکم سے مجبور ہیں کہ جو تغیر یہ لوگ کر دیں تم اس کو اسی کے حال پر رہنے دو اور تغیر کرنے والے کا عذاب کم نہ کرو۔"

مذکورہ عبارت اگر آپ غور سے پڑھیں تو آپ پر یہ حقیقت منکشف ہو گی کہ آج شیعہ حضرات اس قرآن کو غلط سمجھنے کے باوجود اس لیے پڑھتے اور پڑھاتے ہیں کہ وہ امام کے حکم سے مجبور ہیں۔ ان کے امام نے انہیں کہا ہے کہ اس وقت قرآن جس حالت میں تمہارے پاس موجود ہے اس کو اسی حالت میں ہی پڑھتے رہو اور غلطیوں کی اصلاح کر کے تغیر کرنے والوں کے عذاب کو کم نہ کرو، گویا شیعہ موجودہ قرآن کی تلاوت اس لیے کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے قرآن میں تبدیلیاں کی ہیں، ان کے عذاب میں کمی واقع نہ ہو۔

اب تو آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ شیعہ مذہب کے مطابق موجودہ قرآن وہ نہیں ہے جو اللہ رب العزت نے حضور علیہ ﷺ پر نازل کیا تھا۔

شبیر: یار آپ نے تو میری آنکھیں کھول دیں، اب میں اچھی طرح سمجھ گیا کہ ہمارے علماء و مجتہدین اس قرآن کو کس نظریے کی بنیاد پر پڑھتے ہیں اور پڑھاتے

ہیں؟ اچھا یہ بتائیں کہ شیعہ کے کفر کے اور دلائل بھی ہیں یا صرف یہی ایک دلیل ہے
کہ وہ قرآن کریم کو نہیں مانتے؟

سلیم: بے شمار دلائل ہیں، اگر کہیں تو سناؤں؟

شبیر: ہاں ہاں! ضرور!

سلیم: تو پھر سنیئے!

شیعہ کا دوسرا کفر

عقیدۂ امامت

عقیدۂ امامت

شیعہ کے عقیدۂ تحریف و انکار قرآن کے بعد عقیدۂ امامت بھی شیعہ کے کفر کی بہت بڑی دلیل ہے۔ عقیدۂ امامت شیعت کی بنیاد ہے۔ جیسا کہ شیعہ مذہب کی معتبر کتابوں سے ظاہر ہے۔

یہ میرے ہاتھ میں آپ کے مذہب کی معتبر ترین کتاب بحار الانوار کی جلد ٦ موجود ہے۔ اس میں یہ عبارت پڑھیے اور عقیدۂ امامت کی اہمیت کا اندازہ کیجیے!

کنز: الحسن بن ابی الحسن الدیلمی باسنادہ عن فرج بن ابی شیبہ قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام وقد تلا ھذہ الآیۃ: واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتئومنن بہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولَتَنصُرُنَّہ یعنی وصیہ امیر المومنین علیہ السلام ولم یبعث اللہ نبیا ولا رسولا الا واخذ علیہ المیثاق لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم بالنبوۃ ولعلی علیہ السلام بالامامۃ۔

(بحار الانوار صفحہ ۲۰۷ جلد ٦)

ترجمہ: ''امام جعفرؒ نے سورۂ آل عمران کی آیت ۸۱ تلاوت فرمائی اور اس کی تفسیر یہ فرمائی کہ ''لتئومنن بہ'' سے مراد یہ ہے کہ انبیاء کو حکم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں اور ''ولَتَنصُرُنَّہ'' کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے وصی یعنی حضرت علیؓ کی مدد کریں، امام جعفرؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس رسول اور نبی کو بھی بھیجا اس سے

محمد ﷺ کی نبوت اور علیؓ کی امامت کا عہد لیا۔

عقیدۂ امامت کی شیعہ مذہب میں کیا اہمیت ہے اس کا اندازہ آپ کو بحار الانوار کی اس روایت سے ہوگیا ہوگا تاہم ایک روایت مزید آپ کو دکھاتا ہوں تا کہ آپ کو یہ اندازہ ہو سکے کہ عقیدۂ امامت شیعہ مذہب کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس پر شیعت کی پوری عمارت قائم ہے۔

یہ میرے ہاتھ میں ''اصول کافی'' کی پہلی جلد ہے جس میں یہ روایت ذرا غور سے پڑھیے!

عدة من اصحابنا: عن احمد بن محمد بن عیسیٰ، عن ابن سنان عن ابن سکان عن سدیر قال: قلت لابی جعفر علیه السلام انی ترکت موالیك مختلفین یتبرء بعضهم من بعض قال فقال: وما انت وذاك انما کلف الناس ثلاثة معرفة الائمة والتسلیم لهم فیما ورد علیهم والرد الیهم فیما اختلفوا فیه۔ (اصول کافی صفحہ ۳۹ جلد ۱)

ترجمہ: سدیر کہتے ہیں کہ میں نے امام باقرؒ سے عرض کیا کہ میں نے آپ کے شیعوں کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ آپس میں اختلاف کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر تبرا کرتے ہیں، فرمایا تجھے اس سے کیا پڑی، لوگ صرف تین باتوں کے مکلف ہیں:

۱......اماموں کو پہچانیں۔

۲......اماموں کی طرف سے جو حکم ہو اس کو مانیں۔

۳......اور جس بات میں ان کا اختلاف ہو اسے اماموں کی طرف لوٹا دیں۔

گویا عقیدۂ امامت کی شیعہ مذہب میں وہ اہمیت ہے کہ تمام انبیاء سے، تمام فرشتوں سے اور تمام انسانوں سے اسی کا عہد لیا گیا اور تمام انسانوں کو اسی عقیدہ کا

مکلف بنایا گیا۔

شبیر: مجھے اندازہ ہوگیا کہ ہمارے مذہب میں عقیدۂ امامت کتنی اہمیت کا حامل ہے، اور اس میں کوئی برائی بھی نہیں اس لیے کہ انبیاء کا سلسلہ حضور ﷺ پر ختم ہوگیا، آپ ﷺ کے بعد قیامت تک اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لیکن اللہ کے دین کو قیامت تک باقی رکھنے کے لیے اللہ نے سلسلہ امامت شروع کیا۔ تو ظاہر ہے کہ عقیدۂ امامت کی اہمیت ہونی ہی چاہیے لیکن آپ نے تو یہ کہا تھا کہ عقیدۂ امامت، عقیدہ کفریہ ہے، اس کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟

سلیم: اگر آپ اپنی مذہبی کتابوں کا بغور مطالعہ کریں گے تو آپ پر یہ حقیقت منکشف ہوگی کہ عقیدۂ امامت درحقیقت انکار ختم نبوت ہے۔

شبیر: انکار ختم نبوت ہے؟ بھئی ہم تو حضور ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اور جو آپ ﷺ کی ختم نبوت کا منکر ہو وہ ہمارے نزدیک دائرۂ اسلام سے خارج ہے، پھر آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ ہم لوگ عقیدۂ امامت کے ذریعے ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں؟

سلیم: میں نے جو کچھ کہا ہے وہ کسی تعصب یا تنگ نظری کی وجہ سے ہرگز نہیں کہا بلکہ آپ کی مذہبی کتابیں پڑھنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ آپ کا عقیدہ امامت ختم نبوت کے عقیدہ کی نفی کرتا ہے۔

شبیر: وہ کیسے؟ ذرا وضاحت فرمانا پسند کریں گے؟

سلیم: جی ہاں! ذرا توجہ سے سنیے!

نبی کی خصوصیات ائمہ میں

۱......امام معصوم ہوتا ہے۔

۲......امام منصوص من اللہ ہوتا ہے۔

۳......امام مفترض الطاعۃ ہوتا ہے۔

۴......اماموں پر وحی نازل ہوتی ہے۔

۵......انہیں یہ اختیار ہوتا ہے کہ کسی حلال کو حرام یا کسی حرام کو حلال کر دیں۔

۶......امام قرآن کریم کے جس حکم کو چاہیں معطل یا منسوخ کر سکتے ہیں۔

ان مذکورہ بالا عقائد کی بنا پر میں نے کہا ہے کہ جو مرتبہ ایک مستقل صاحب شریعت نبی کا ہے، وہی مرتبہ شیعوں کے ہاں ''امام'' کا ہے، اور حضور ﷺ کے بعد کسی شخص کو نبی کے ہم مرتبہ جاننا درحقیقت ختم نبوت کا انکار ہے، آپ اگرچہ لفظاً تو ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں لیکن معناً انکار کرتے ہیں۔

قادیانیوں نے حضور ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی کہا تو وہ امت مصطفویؐ کے نزدیک کافر و غیر مسلم قرار پائے۔ اور آپ حضرات نے اپنے ائمہ کو نبی تو نہیں کہا لیکن نبی کے تمام اوصاف اپنے ائمہ میں ثابت کر دیے۔ تو بتایئے کہ آپ میں اور ان میں کیا فرق رہا؟

شبیر: آپ نے ائمہ کے بارے میں شیعہ کے جو چھ عقائد مجھے بتائے ہیں ان کا ثبوت آپ ہماری کتابوں سے دکھا سکتے ہیں؟

سلیم: جی ہاں! ابھی اور اسی وقت دیکھیے۔

(۱) پہلا عقیدہ:

میں نے ائمہ کے بارے میں شیعہ کا پہلا عقیدہ یہ بتایا ہے کہ شیعوں کے ہاں امام معصوم ہوتا ہے، اس کے ثبوت کے لیے اصول کافی صفحہ ۲۰۰ جلد ۱ میں دیکھیے۔ یہ امام رضا کا ایک طویل خطبہ ہے جس میں ائمہ کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں:

الامام المطھر من الذنوب والمبرا عن العیوب۔

(اصول کافی صفحہ ۲۰۰ جلد ۱)

ترجمہ: ''امام گناہوں سے پاک اور عیوب سے مبرا ہوتا ہے۔''

اسی خطبہ میں آگے چل کر لکھتے ہیں:

فھو معصوم، مؤید، موفق، مسدد، قد امن من الخطایا والزلل والعثار، یخصہ اللہ بذلک لیکون حجتہ علی عبادہ۔

(اصول کافی صفحہ ۲۰۳ جلد ۱)

ترجمہ: ''پس وہ معصوم ہے، اس کو تائید وتوفیق حاصل ہے اور اسے سیدھی راہ پر رکھا جاتا ہے، اور وہ غلطی اور لغزش سے امن میں ہے، اللہ تعالیٰ اس کو یہ خصوصیت اس لیے عطا فرماتے ہیں کہ اس کے بندوں پر حجت ہو۔''

یہ دوسری کتاب دیکھیں! یہ ''باقر مجلسی'' کی تصنیف ''بحار الانوار'' ہے، اس کتاب میں ایک باب کا عنوان ہے:

عصمتھم لزوم عصمۃ الامام علیھم السلام۔

ترجمہ: ''یعنی امام معصوم ہوتے ہیں اور امام کو عصمت لازم ہے۔''

اسی کتاب ''بحار الانوار'' میں باب اعتقادات الصدوق'' سے یہ عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں:

اعتقادنا فی الانبیاء والرسل والائمۃ علیھم السلام انھم معصومون مطھرون من کل دنس وانھم لایذنبون ذنبا صغیراً ولا کبیراً۔

(بحار الانوار صفحہ ۲۱۱ جلد ۲)

ترجمہ: ''انبیاءؑ ورسل اور ائمہ کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ معصوم اور ہر گندگی سے پاک ہوتے ہیں اور ان سے کوئی چھوٹا، بڑا گناہ سرزد نہیں ہوسکتا۔''

اب ائمہ کے بارے میں شیعہ کے دوسرے عقیدے کے ثبوت دیکھیے!

۲ دوسرا عقیدہ: امام کا منصوص من اللہ ہونا

شیعوں کا یہ عقیدہ بھی انہیں اچھی طرح ازبر ہے۔
یہ دیکھیں! اصول کافی کتاب الحجہ میں ایک باب کا عنوان ہے:

ما نص اللہ عزوجل و رسولہ علی الائمۃ علیہم السلام واحداً فواحداً۔

ترجمہ: "یعنی اللہ عزوجل اور اس کے رسولؐ نے اماموں پر یکے بعد دیگرے ایک ایک پر نص فرمائی ہے۔"

اس کے بعد صفحہ ۲۹۲ سے صفحہ ۳۲۸ تک بارہ اماموں کی نص کے الگ الگ باب قائم کیے ہیں، جنہیں آپ خود دیکھ سکتے ہیں اور پڑھ سکتے ہیں، اور یہ بات صرف اصول کافی میں ہی نہیں بلکہ یہ میرے ہاتھ میں دوسری کتاب بحار الانوار جلد ۱ موجود ہے۔ اس میں یہ عبارت ذرا غور سے پڑھ لیجیے!

امام علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں:

الامام منا لا یکون الا معصوما و لیست العصمۃ فی ظاھر الخلقۃ فیعرف بھا فلذلک لا یکون الا منصوصا۔ (بحار الانوار صفحہ ۱۹۱ جلد ۱)

ترجمہ: "ہم میں سے امام صرف معصوم ہوسکتا ہے اور عصمت ظاہری بناوٹ میں تو ہوتی نہیں کہ اس کو پہچانا جائے، پس امام کا منصوص ہونا ضروری ہوا۔"

اب ائمہ کے بارے میں شیعوں کے تیسرے عقیدے کے ثبوت بھی ملاحظہ فرمائیے!

۳ تیسرا عقیدہ: امام کا مفترض الطاعۃ ہونا

جس طرح مسلمانوں کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت فرض

ہے۔ شیعوں کے نزدیک ٹھیک اسی طرح بارہ اماموں کی غیر مشروط اطاعت فرض اور اس سے انحراف کفر ہے۔

لیجیے! ثبوت موجود ہے۔

''اصول کافی کتاب الحجہ'' میں ایک باب کا عنوان ہے''۔

باب فرض طاعة الائمة۔

''یعنی اس کا بیان کہ ائمہ کی طاعت فرض ہے۔''

اس بات میں ۱۷ روایتیں درج کی گئی ہیں اختصار کے لیے چند روایات پڑھیے اور میرے موقف کا ثبوت ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت امام جعفرؒ فرماتے ہیں:

اشهد ان عليا امام فرض الله طاعته، وان الحسن امام فرض الله طاعته، وان الحسين امام فرض الله طاعته، وان علی بن الحسين امام فرض الله طاعته وان محمد بن علی امام فرض الله طاعته۔

(اصول کافی صفحہ ۱۸۶ جلد ا)

ترجمہ: ''امام جعفرؒ فرماتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت علی بن حسینؒ اور حضرت محمد بن علیؒ یہ سب امام مفترض الطاعۃ ہیں۔''

''اصول کافی'' کے اسی صفحے پر دوسری عبارت ملاحظہ فرمائیں:

سمعت ابا عبدالله عليه السلام يقول اشرك بين الاوصياء والرسل فی الطاعة۔

ترجمہ: ''امام جعفرؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے 'وصیا اور رسولوں کے درمیان طاعت میں شراکت رکھی ہے۔''

اسی کتاب کا صفحہ ۱۸۷ دیکھیں!

حضرت امام جعفرؒ فرماتے ہیں:

نحن الذین فرض الله طاعتنا لا یسع الناس الا معرفتنا ولا یعذر الناس بجهالتنا، من عرفنا کان مومنا ومن انکرنا کان کافرا. ومن لم یعرفنا ولم ینکرنا کان ضالا حتی یرجع الی الهدی الذی افترض الله علیه من طاعتنا الواجبة فان یمت علی ضلالته یفعل الله به ما یشاء۔

(اصول کافی صفحہ ۱۸۷ جلد ۱)

ترجمہ: ''امام جعفرؒ فرماتے ہیں کہ ہم وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ہماری طاعت فرض کی ہے، لوگوں کو ہماری معرفت کے بغیر چارہ نہیں اور ہمیں نہ جاننے کے بارے میں لوگ معذور نہیں، جس نے ہم کو پہچانا وہ مومن ہے اور جو منکر ہوا وہ کافر ہوا، اور جس نے ہمارا حق نہ پہچانا اور منکر بھی نہ ہوا وہ گمراہ ہے، یہاں تک کہ اس ہدایت کی طرف لوٹ آئے جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے، یعنی ہماری اطاعت جو واجب ہے، اگر وہ اپنی گمراہی پر مرا تو اللہ تعالیٰ اس سے جو معاملہ چاہے کرے۔''

۴ چوتھا عقیدہ: اماموں پر وحی نازل ہونا

شیعہ کا عقیدہ ہے کہ ائمہ میں ''روح القدس'' ہوتی ہے، جس کے ذریعے وہ عرش سے تحت الثریٰ تک کی ساری چیزیں جانتے ہیں، چنانچہ اصول کافی کتاب الحجہ کے "باب فیه ذکر الارواح التی فی الائمة علیهم السلام" میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ میں نے امام باقرؒ سے عالم کے علم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جابر! انبیاءؑ واوصیاء میں پانچ روحیں ہوتی ہیں:

(۱) روح الشهوة (۲) روح الایمان (۳) روح الحیات (۴) روح القوة

(۵) روح القدس۔

پس اے جابر! وہ روح القدس کے ذریعے ماتحت العرش سے ماتحت الثریٰ تک سب کچھ پہچانتے ہیں اور پہلی چار روحوں کو حوادث زمانہ لاحق ہو سکتے ہیں مگر روح القدس لہو ولعب کا شکار نہیں ہوتی۔

(اصول کافی صفحہ ۲۷۲ جلد ۱)

پھر آگے "روح القدس" کی مزید وضاحت کرتے ہیں:

وروح القدس فبه حمل النبوة فاذا قبض النبی صلی اللہ علیه وسلم انتقل روح القدس فصار الی الامام، وروح القدس لاینام ولا یغفل ولا یلهو ولا یزهو، والاربعة الارواح تنام وتغفل وتزهو وتلهو، وروح القدس کان یریٰ به۔

(اصول کافی صفحہ ۲۷۲ جلد ۱)

ترجمہ: "اور آپؐ، روح القدس کی وجہ ہی سے حامل نبوت تھے۔ پھر جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو روح القدس امام کی طرف منتقل ہوگئی اور روح القدس نہ سوتی ہے، نہ غافل ہوتی ہے، نہ بھولتی ہے اور نہ غلطی میں پڑتی ہے، باقی چار روحیں ان چیزوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں، اور "روح القدس" کی وجہ سے امام عرش سے فرش تک سب کچھ دیکھتا ہے۔"

برادر! مذکورہ روایت کو آپ نے پڑھا۔ جس میں صاف لفظوں میں لکھا گیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جس روح کی وجہ سے حامل نبوت تھے۔ آپؐ کے وصال کے بعد وہی روح "ائمہ" کی طرف منتقل ہوگئی۔ گویا یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ "روح القدس"، جس کی وجہ سے حضور ﷺ صاحب نبوت بنے۔ وہی "روح القدس" جب ائمہ کی طرف منتقل ہوگئی تو وہ صاحب نبوت کیوں نہیں بن سکتے۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ شیعہ کا عقیدہ امامت، عقیدہ ختم نبوت کی نفی کرتا ہے۔

''اصول کافی'' کے مذکورہ صفحہ پر ہی ایک اور روایت بھی لگے ہاتھوں پڑھ لیجیے!

عن ابی بصیر قال سالت ابا عبداللہ علیہ السلام عن قول اللہ تبارك وتعالیٰ: وکذالك اوحینا الیك روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتٰب ولا الایمان، قال خلق من خلق اللہ عزوجل اعظم من جبرئیل ومیکائیل، کان مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخبرہ ویسددہ وھو مع الائمہ من بعدہ۔

(اصول کافی صفحہ ۲۷۳ جلد ۱)

ترجمہ: ''ابو بصیر نے امام جعفر صادقؒ سے ارشاد خداوندی'' وکذالك اوحینا الیك روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان'' کے بارے میں سوال کیا تو امامؒ نے فرمایا: یہ روح ایک مخلوق ہے جو جبریلؑ ومیکائیلؑ سے بڑی ہے، یہ روح آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہتی تھی اور آپ ﷺ کو خبریں دیتی تھی اور آپ کو راہِ راست پر رکھتی تھی۔ یہ روح آپ ﷺ کے بعد ائمہ کے ساتھ رہا کرتی تھی۔''

''اصول کافی'' کتاب الحجہ میں ایک باب کا عنوان ہے:

ان الائمۃ معدن العلم وشجرۃ النبوۃ ومختلف الملائکۃ۔

(اصول کافی صفحہ ۲۲۱ جلد ۱)

ترجمہ: '''' ائمہ'' علم کا معدن اور نبوت کا درخت ہیں اور ان کے پاس فرشتوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔''

''مجلسی'' کی ''بحار الانوار'' میں ایک باب کا عنوان ملاحظہ فرمائیں:

ان الملائکة تاتیھم وتطأ فرشھم وانھم یرونھم (صلوات اللہ علیھم اجمعین)۔

ترجمہ: "ملائکہ ائمہ کے پاس آتے ہیں، ان کے بستروں کو روندتے ہیں اور ائمہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں۔"

میں نے چار روایتیں آپ کے سامنے پیش کیں، جن سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں۔

۱......جس طرح انبیاءؑ میں پانچ روحیں ہوتی ہیں اسی طرح ائمہ میں بھی پانچ روحیں ہوتی ہیں، جن میں سے ایک "روح القدس" ہے۔

۲......"روح القدس" ہر قسم کے لہو ولعب سے پاک ہوتی ہے، یہ روح ائمہ میں بھی ہوتی ہے، اور اسی "روح" کی وجہ سے حضور ﷺ حامل نبوت تھے۔

۳......امام "روح القدس" کی وجہ سے فرش سے عرش تک سب کچھ دیکھتا ہے۔

۴......اس روح کی وجہ سے "ائمہ" کو ہر طرح کی خبریں ملتی رہتی ہیں۔

۵......"ائمہ" کے پاس فرشتوں کی آمدورفت رہتی ہے۔

۶......"ائمہ" فرشتوں کو دیکھتے ہیں۔

گویا انبیاء کی طرح "ائمہ" کے پاس بھی فرشتے آتے ہیں اور انہیں پیغامات پہنچاتے ہیں۔

۵ پانچواں عقیدہ: ائمہ کو حلال وحرام کا اختیار ہونا

"اصول کافی" کتاب الحجہ میں ایک باب کا عنوان ہے:

التفویض الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی الائمة (علیھم السلام فی امر الدین)۔ (اصول کافی صفحہ ۲۶۵ جلد ۱)

جس کا معنی یہ ہے کہ دین کے امور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ اور ائمہ کے سپرد کر دیے ہیں، جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں، جس چیز کو چاہیں حرام کہیں۔

اس عقیدے کو شیعہ علماء نے ائمہ کی متعدد روایات سے ثابت کیا ہے۔ مثلاً ''اصول کافی'' کی یہ روایت پڑھیے!

عن محمد بن سنان قال کنت عند ابی جعفر الثانی علیه السلام فاجریت اختلاف الشیعه فقال یا محمد: ان الله تبارك وتعالیٰ لم یزل متفردا بوحدانیة ثم خلق محمد وعلیا وفاطمة فمکثوا الف دهر، ثم خلق جمیع اشیاء، فاشهدهم خلقها واجری طاعتهم علیها وفوض امورها الیهم، فهم یحلون مایشاؤن ویحرمون مایشاؤن ولن یشاؤن الا ان یشاء الله''۔

(اصول کافی صفحہ ۴۴۱ جلد ۱)

ترجمہ: ''محمد بن سنان کہتا ہے کہ میں امام ابو جعفر ثانی کے پاس تھا۔ شیعوں کے اختلافات کا تذکرہ کیا تو امام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ازل سے اپنی وحدانیت کے ساتھ منفرد تھا، پھر اس نے محمدؐ، علیؓ اور فاطمہؓ کو پیدا کیا، پس وہ ہزار دہر تک ٹھہرے رہے۔ پھر تمام اشیاء کو پیدا کیا تو ان کو ان چیزوں کی تخلیق پر گواہ بنایا۔ اور سب چیزوں کے ذمہ ان کی اطاعت واجب کی اور تمام اشیاء کے اختیارات ان کے سپرد کر دیے۔ پس یہ حضرات جس چیز کو چاہیں حلال کریں اور جس چیز کو چاہیں حرام کریں، اور وہ نہیں چاہیں گے مگر وہی چیز جو اللہ تعالیٰ چاہے۔''

شبیر: ''اصول کافی'' کی یہ روایت جو آپ نے پیش کی ہے، اس کے آخر میں صاف لکھا ہے کہ ''وہ نہیں چاہیں مگر وہی چیز جو اللہ تعالیٰ چاہے۔'' اس سے ظاہر ہے کہ ہمارے ''ائمہ'' اپنی مرضی سے کسی چیز کو حلال یا حرام نہیں کرتے بلکہ اللہ کی

سے کرتے ہیں۔ تو اس میں کیا حرج ہے؟ کیا اللہ کی مرضی سے حلال وحرام قرار دینا بھی جرم ہے؟

سلیم: دیکھیے! مذکورہ دونوں باتیں ایک دوسرے کے خلاف ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ''ائمہ'' عمل کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ائمہ کو کسی چیز کے حلال یا حرام کرنے کا اختیار نہیں وہ اللہ کی مرضی کے پابند ہیں جبکہ اسی عبارت میں یہ بھی لکھا ہے کہ ''اللہ نے سب چیزوں کے اختیارات انہیں دے دیے ہیں، اب وہ جس چیز کو چاہیں حلال کریں جس چیز کو چاہیں حرام کریں۔''

جب اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں حلال وحرام متعین کر دیے ہیں تو اب کسی اور کو حلال وحرام کرنے کے اختیارات سونپ دینے کے کیا معنی ہیں؟ مذکورہ عبارت میں ''مگر وہی چیز جو اللہ تعالیٰ چاہے'' کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ابھی دین مکمل نہیں ہوا تھا اس لیے ''ائمہ'' کی طرف بھی اللہ تعالیٰ وحی بھیج کر انہیں حلال وحرام کے نئے نئے اصول بتلاتا رہتا تھا، اور ائمہ کی طرف وحی کا یہی عقیدہ، ختم نبوت کے منافی ہے۔

شبیر: چلیں ٹھیک ہے، یہ تو درمیان میں ایک بات آ گئی تھی جس کی میں نے آپ سے وضاحت مانگی مزید ''ائمہ'' کے حلال وحرام کے اختیارات سے متعلق کچھ دلائل ہوں تو مجھے بتائیں؟

سلیم: یہ دیکھیے! میرے ہاتھ میں ''ملا باقر مجلسی'' کی بحار الانوار کی جلد ۲۵ ہے۔ اس کے صفحہ ۳۳۴ کی یہ عبارت ذرا غور سے پڑھیے!

عن الثمالی قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول: من احللنا له شیئا اصابه من اعمال الظالمین فهو له حلال لان الائمة منا مفوض الیهم فما احلوا فهو حلال وما حرموا فهو حرام۔ (بحار الانوار صفحہ ۳۳۴ جلد ۲۵)

ترجمہ: ''ثمالی کہتا ہے کہ میں نے امام باقرؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے لیے ہم نے حلال کر دی وہ چیز جو اس نے ظالموں کے مناصب میں سے حاصل کی وہ اس کو حلال ہے، کیونکہ یہ امر ہمارے اماموں کے سپرد کر دیا گیا۔ پس جس چیز کو وہ حلال قرار دیں وہ حلال ہے اور جس چیز کو حرام کر دیں وہ حرام ہے۔''

درج بالا عبارت پر کسی تبصرہ یا وضاحت کی ضرورت نہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شیعوں کے ائمہ کو حلال و حرام کا اختیار ملا ہوا ہے۔

۶ چھٹا عقیدہ: ائمہ کو احکام منسوخ کرنے کے اختیارات

احکامات الٰہیہ کو منسوخ کرنے کے اختیارات کا مسئلہ ''پانچواں عقیدہ'' کے عنوان سے بھی میں بتلا چکا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ کو جس طرح بعض احکام باذن الٰہی منسوخ کرنے کا اختیار تھا اسی طرح آپ کے ائمہ کو بھی اختیار تھا کہ جب چاہیں کسی چیز کے حلال ہونے کا فتویٰ صادر فرمادیں اور جب چاہیں کسی چیز کے حرام ہونے کا فتویٰ صادر فرمائیں اور ''ائمہ'' کے بارے میں آپ کی معتبر مذہبی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ وہ ان اختیارات کو استعمال بھی کرتے تھے۔ مثلاً:

قرآن کریم میں ہے کہ مرحوم شوہر جو کچھ بھی چھوڑ کر مرے اس میں بیوہ کا چوتھائی یا آٹھواں حصہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ ۚ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ۔

(سورۂ نساء آیت ۱۲)

ترجمہ: ''اور عورتوں کے لیے چوتھائی مال ہے اس میں سے جو چھوڑ مرو تم، اگر نہ ہو تمہارے اولاد، اور اگر تمہارے اولاد ہے تو ان کے لیے آٹھواں حصہ ہے اس میں

سے جو کچھ تم نے چھوڑا۔ بعد وصیت کے جو تم کر مرو۔ یا قرض کے۔"

لیکن امام کا فتویٰ ہے کہ بیوہ کو شوہر کی غیر منقول جائیداد میں سے کچھ نہیں ملے گا،

چنانچہ یہ کتاب "فروع کافی" جلد ۷ میرے ہاتھ میں ہے اس میں کتاب المواریث، "باب ان النساء لایرثن من العقار شیئا" میں سے چند روایات پیش خدمت ہیں:

امام باقرؒ کا قول نقل کیا ہے:

"النساء لایرثن من الارض ولا من العقار شیئا"

(فروع کافی صفحہ ۱۲۷ جلد ۷)

ترجمہ: "عورتوں کو اراضی اور غیر منقول جائیداد میں سے کچھ نہیں ملے گا۔"

اسی صفحہ پر دوسری روایت بھی پڑھ لیں، جس کا ترجمہ ہے:

"اس کو ہتھیاروں اور چوپایوں میں سے بھی کچھ نہیں ملے گا، ہاں ملبہ وغیرہ کی قیمت لگا کر اس میں سے اس کا حق دے دیا جائے گا۔"

ذرا اگلی روایت بھی پڑھ لیجیے۔ جس کا ترجمہ ہے:

"امام جعفرؒ نے اس کی محرومی کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ دخیل ہے نکاح کرے گی، تو دوسرے لوگ آ کر ان کی جائیداد کا ستیاناس کر دیں گے۔"

مذکورہ روایات سے جو نتیجہ نکلتا ہے، وہ یہ ہے کہ "قرآن کریم نے پورے ترکہ سے بیواؤں کا چوتھائی یا آٹھواں حصہ مقرر فرمایا۔ لیکن اماموں نے اپنے فتویٰ کے ذریعے بیواؤں کو شوہر کے ترکہ سے محروم کر دیا، بس گھر کے سامان وغیرہ میں ان کا حصہ ہے، اراضی، باغات، غیر منقولہ جائیداد، ہتھیاروں اور چوپایوں میں ان کا کوئی حق نہیں۔ قرآن کریم کا حکم عام تھا جسے اماموں نے منسوخ کر دیا۔"

"فروع کافی" ہی کی ایک اور روایت بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں ائمہ نے اللہ

تعالیٰ کے قانون شہادت کو معطل کر دیا ہے۔

قرآن کریم میں قانون شہادت موجود ہے اور حضور ﷺ کا واضح ارشاد موجود ہے جو "فروع کافی" "کتاب القضاء والاحکام باب" ان البینة علی المدعی والیمین علی المدعی علیه" میں نقل کیا گیا ہے۔

"ان البینة علی المدعی والیمین علی المدعی علیه"

(فروع کافی صفحہ ۱۵ ۱ جلد ۷)

ترجمہ: "گواہ پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعا علیہ پر آتی ہے۔"

لیکن امام غائب جب ظاہر ہونگے تو وہ قانون شہادت کو معطل فرما دیں گے، چنانچہ "اصول کافی کتاب الحجة" میں ایک باب کا عنوان ہے۔

"باب فی الائمة انهم اذا ظهر امرهم حکموا بحکم آل داود ولا یسئلون البینة"

ترجمہ: "یعنی جب ائمہ کی حکومت ہوگی تو حکم آل داؤد کے مطابق فیصلہ کریں گے، شہادت طلب نہیں کریں گے"۔ اس میں امام جعفر صادقؒ کا ارشاد نقل کیا ہے۔

"اذا قام قائم آل محمد علیه السلام حکم بحکم داود وسلیمان لایسال بینة"

(اصول کافی صفحہ ۲۹۷ جلد ۱)

ترجمہ: "جب قائم آل محمدؑ ظاہر ہونگے تو داؤدؑ وسلیمانؑ کے حکم کے مطابق فیصلے دیں گے، شہادت طلب نہیں کریں گے۔"

الغرض ان روایات سے واضح ہوا کہ امام جب چاہتے تھے قرآنی احکام کو منسوخ و معطل کر دیتے تھے، جبکہ حضور ﷺ کے بعد اللہ رب العزت نے یہ اختیار کسی کو نہیں دیا، اور نبی کے بعد کسی کو یہ اختیار دینا عقیدۂ ختم نبوت کی نفی ہے، پھر یہ اختیار آپ کے

مذہب میں کسی ایک امام کے لیے نہیں بلکہ بارہ اماموں کے لیے ہے۔ گویا بارہ اماموں کو شیعہ منصب نبوت پر فائز کرنا چاہتا تھا، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خمینی نے اپنی کتاب ''حکومت اسلامیہ'' میں تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ائمہ کو جو مرتبہ عطا کیا اس مرتبے تک نہ کوئی فرشتہ پہنچ سکتا ہے اور نہ کوئی رسول پہنچ سکتا ہے۔

(حکومت اسلامیہ صفحہ ۴۰)

خمینی نے تو امام کے مقام و مرتبہ کو تمام نبیوں سے بڑھا دیا ہے۔ تو آپ ہی بتائیں کہ قادیانیوں نے حضور ﷺ کے بعد ایک شخص کو نبی مانا تو کافر قرار پائے، اور آپ حضور ﷺ کے بعد بارہ اماموں کو انبیاءؑ سے بلند تر مانتے ہیں تو آپ کافر قرار نہیں پائیں گے؟

شبیر: آپ نے تو واقعی بہت سارے سربستہ راز میرے سامنے کھول دیے ہیں۔ مجھے یہ تو معلوم تھا کہ ہمارے مذہب میں بارہ امام ہیں جن کو معصوم سمجھا جاتا ہے، لیکن یہ بات میرے علم میں نہیں تھی کہ ہمارے مذہب میں اماموں کی اطاعت، نبی کی طرح فرض ہے، اماموں پر وحی نازل ہوتی ہے، امام حلال و حرام کا اختیار رکھتے ہیں، اور قرآنی احکام کو بھی منسوخ کر سکتے ہیں۔ وغیرہ

پھر امام خمینی کی ''حکومت اسلامیہ'' کا حوالہ دیکر تو آپ نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی، امام خمینی کے حوالے سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام کا مرتبہ حضور ﷺ سے بھی (نعوذ باللہ) بڑھ کر ہے۔ یہ روایات تو واقعی قابل توجہ ہیں۔

سلیم: آپ خمینی کی اتنی سی بات سے چونک گئے کہ اس نے بارہ اماموں کو نبیوں سے بلند درجہ دیا ہے جبکہ آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ خمینی نے صرف بارہ اماموں کو نبی سے بالاتر نہیں لکھا بلکہ اس نے اپنے آپ کو بھی نبی سے بلند درجہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے؟

شبیر: سلیم بھائی! میں یہ بات کم از کم تسلیم نہیں کرسکتا کہ امام خمینی نے اتنی بڑی جسارت کر ڈالی ہو کہ خود کو بھی حضور ﷺ سے بالاتر ثابت کرنے کی کوشش کی ہو۔ یہ انہوں نے کہاں لکھا ہے؟

سلیم: دیکھیے! میں آپ کے مذہب کے بارے میں جو کچھ بھی کہوں گا، اس کا ثبوت ضرور دکھاؤں گا یہ دیکھیے! میرے پاس خمینی کا ''وصیت نامہ'' رکھا ہے، اس میں آپ خود یہ عبارت پڑھ لیجیے!

ایرانی عوام اور حضورؐ کے صحابہؓ

''میں پوری جرأت کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ عصر حاضر میں ملت ایران اور اس کے لاکھوں عوام رسول اللہ ﷺ کے عہد کی ملت حجاز امیر المومنین اور حسین بن علی صلوات اللہ وسلامہ علیہما کے زمانہ میں کوفہ وعراق کی قوم سے بہتر ہیں۔'' (صحیفہ انقلاب صفحہ ۳۲)

شبیر: ٹھیک، ٹھیک، ٹھیک! اب میری سمجھ میں آیا کہ خمینی صاحب اپنے آپ کو ''امام'' کیوں کہلواتے ہیں۔ امام کا رتبہ چونکہ انبیاء سے اونچا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس لیے خمینی صاحب نے بھی اپنے آپ کو ''امام'' کہوا کر ''انبیاء'' سے اونچی پرواز اڑنے کی جسارت کی ہے، بھئی یہ تو واقعی کفریہ عقیدہ ہے۔ لیکن سلیم بھائی! اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک بات پوچھوں؟

سلیم: جی ہاں ضرور پوچھیں!

شبیر: میں نے سُنا ہے کہ اہل سنت بھی ''امامت'' کا عقیدہ رکھتے ہیں کوئی امام ابوحنیفہؒ کا مقلد ہے تو کوئی امام شافعیؒ کا۔ کوئی امام احمد بن حنبلؒ کو تسلیم کرتا ہے تو کوئی امام مالکؒ کو۔ ہم اگر ''عقیدۂ امامت'' کی بنا پر کافر ہیں تو آپ بھی تو ''عقیدت امامت'' کی بنا پر کافر ہو سکتے ہیں؟

سلیم: ہمارا عقیدہ امامت آپ لوگوں کے عقیدہ کی طرح نہیں بلکہ ہم مذکورہ چاروں اماموں کو فقہ کا امام مانتے ہیں کہ انہوں نے قرآن وحدیث سے فقہی مسائل کو استنباط کیا، چنانچہ وہ اپنے اس فن کے امام ہیں، جیسے موجودہ دور میں بھی کسی فن کے ماہر کو اس فن کا "استاذ" "ماہر" یا "ماسٹر" کہہ دیتے ہیں۔ جبکہ اسے معصوم، مفترض الطاعۃ، احکام الٰہیہ کو منسوخ ومعطل کرنے والا وغیرہ نہیں مانتے، اس لیے ہمارا عقیدۂ امامت صرف اتنا ہے کہ ہم ان ائمہ کو فقہ کا ماہر، ماسٹر، استاذ یا امام مانتے ہیں اور فقہی مسائل کے لیے ان سے رجوع کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

شبیر: اچھا یہ بتائیں کہ ہمارے بارہ اماموں کو انبیاء سے بلند درجہ دینے کے متعلق امام خمینی کے علاوہ بھی کسی نے ایسی بات لکھی ہے؟

سلیم: جی ہاں! بہت سی روایات اس موضوع پر آپ کی مذہبی کتابوں میں موجود ہیں۔ جن میں سے چند میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں!

دیکھیے! "اصول کافی" کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"عن محمد بن مسلم قال سمعت ابا عبد الله علیه السلام یقول، الائمة بمنزلة رسول الله صلی الله علیه وسلم الا انهم لیسوا بانبیاء ولا یحل لهم من النساء ما یحل للنبی صلی الله علیه وسلم فاما ما خلا ذلك فهم فیه بمنزله رسول الله صلی الله علیه وسلم"

(اصول کافی صفحہ ۲۷۰ جلد ۱)

ترجمہ: "محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ائمہ رسول اللہ ﷺ کے ہم مرتبہ ہیں، مگر وہ نبی نہیں، جتنی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے لیے حلال تھیں اتنی ان کے لیے حلال نہیں اس کے سوا باقی تمام باتوں میں وہ حضور ﷺ کے ہم مرتبہ ہیں۔"

ف: مذکورہ عبارت میں آپ نے دیکھا کہ کس طرح ائمہ کو حضور اکرم ﷺ کا ہم مرتبہ کہا گیا ہے، حالانکہ پوری امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ سابقہ تمام انبیاء علیہم السلام مل کر بھی حضورؐ کے ہم مرتبہ نہیں ہو سکتے، جو کسی بھی فرد و بشر کو حضور ﷺ سے بالاتر یا آپؐ کے ہم مرتبہ مانے وہ علماء امت کے نزدیک خارج از اسلام ہے۔

مزید دیکھیے! علامہ مجلسی کی ''حق الیقین'' میں یہ روایت ملاحظہ فرمایئے!

''اکثر علماء شیعی را اعتقاد آنست کہ حضرت امیر علیہ السلام، وسائر ائمہ افضل از پیغمبران سوائے پیغمبر آخر الزمان ﷺ واحادیث مستفیضہ بلکہ متواترہ از ائمہ خود دراین باب روایت کردہ اند''

(حق الیقین صفحہ ۷۰)

ترجمہ: ''اکثر علماء شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت امیرؓ اور باقی ائمہ، آنحضرت ﷺ کے سوا باقی تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اور اس باب میں احادیث مستفیضہ بلکہ متواترہ ائمہ سے روایت کرتے ہیں۔''

ف: مذکورہ روایت کی روشنی میں آپ انصاف کریں کہ جب ائمہ کو معصوم بھی کہا جائے، منصوص من اللہ بھی کہا جائے، ان پر ایمان لانا انبیاءؑ کی طرح فرض بھی ہو، اور ان کا انکار انبیاءؑ کے انکار کی طرح کفر بھی ہو، ان کی اطاعت بھی ایسی فرض ہو جیسے رسول اللہ ﷺ کی، ان پر وحی قطعی نازل ہوتی ہو، وہ تحلیل وتحریم کا اختیار بھی رکھتے ہوں، ان کے پاس قرآنی احکامات کو معطل یا منسوخ کرنے کا اختیار بھی ہو، ان کا درجہ ہمارے نبی محمد ﷺ کے برابر اور دوسرے تمام انبیاء سے بالاتر بھی ہو، اگر ان تمام امور سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ یہ عقیدۂ امامت محض انکار ختم نبوت ہی کے لیے ایجاد کیا گیا ہے تو آپ کے پاس اس کے جواب میں کیا دلیل ہے؟ جبکہ شیعہ نبوت ورسالت کی تمام خصوصیات اپنے ائمہ میں ثابت کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر کفر کا فتویٰ لگنے کا

ڈر نہ ہوتا تو شیعہ اپنے ائمہ کو نبی تسلیم کرنے سے بھی گریز نہ کرتے جیسا کہ "ملا باقر مجلسی" نے اپنی کتاب "بحار الانوار" میں اپنا خیال ظاہر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے!

امامت اور نبوتؐ میں کوئی فرق نہیں

بیان:

"استنباط الفرق بین النبی والامام من تلك الاخبار لا یخلو من اشكال و كذا الجمع بینهما مشكل جدا......

وبالجملة لا بدلنا من الاذعان بعدم كونهم علیه السلام انبیاء وبانهم اشرف وافضل من غیر نبینا صلی الله علیه وسلم من الانبیاء والاوصیاء ولا نعرف جهة لعدم انصافهم بالنبوة الارعایة جلالة خاتم الانبیاء۔ ولا یصل عقولنا الی فرق بین النبوة والامامة ومادلت علیه الاخبار فقد عرفته"

(بحار الانوار صفحہ ۸۲ جلد ۲۶)

ترجمہ: "ان احادیث سے نبی اور امام کے درمیان فرق کا استنباط کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح ان احادیث کے درمیان جمع کرنا بھی نہایت مشکل ہے۔

مختصر یہ کہ یہ یقین تو لازم ہے کہ امام نبی نہیں ہوتے اور یہ بھی کہ وہ آنحضرت ﷺ کے علاوہ دیگر تمام انبیاء اور اوصیاء سے اشرف و افضل ہیں، ہمیں ان کے موصوف بالنبوۃ نہ ہونے کی کوئی وجہ معلوم نہیں۔ سوائے اس کے کہ خاتم الانبیاءؑ کی جلالت کی رعایت ہو، اور ہماری عقلوں کو نبوت اور امامت کے درمیان واضح فرق تک رسائی حاصل نہیں ہوسکتی۔ اخبار سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ تم جان ہی چکے ہو۔"

ف: مذکورہ بالا عبارت میں "ملا باقر مجلسی" خود بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ امامت کے جو اوصاف کتابوں میں بیان کیے گئے ہیں وہ سب نبیوں کے اوصاف ہیں لیکن اس

میں نہیں آسکتی ہاں البتہ بظاہر نبوت اور امامت میں ہمیں کوئی فرق نظر نہیں آتا، آپ بتائیں، جنہیں نبوت اور امامت کے درمیان کوئی فرق ہی نظر نہیں آتا وہ مسلمان آخر کس بنیاد پر ہیں؟

شبیر: یہ بات تو واقعی درست ہے کہ جن کو نبی اور امام میں کوئی فرق ہی نظر نہیں آتا وہ مسلمان کہلانے کے اہل ہر گز نہیں۔ یہ تو مسلمانوں کا ایک ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ انسانوں میں سب سے اونچا مقام و مرتبہ اگر کسی طبقہ کو حاصل ہے تو وہ انبیاء کو حاصل ہے، دنیا کے تمام اولیاء، بزرگانِ دین، مجتہدین، فقہاء مل کر بھی کسی ایک نبی کی عظمت تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے اور ہمارے شیعوں نے بارہ اماموں کا رتبہ اتنا بڑھایا کہ نبیوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا یہ تو واقعی کفر ہے، میں کم از کم ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو مسلمان نہیں مان سکتا۔

سلیم: مجھے خوشی ہوئی کہ بات آپ کی سمجھ میں آرہی ہے، اور آپ ان شاء اللہ بہت جلد میرے موقف کو تسلیم کرلیں گے، میں نے آپ کو صرف جذبات کی بنیاد پر نہیں کہا تھا کہ "شیعہ کافر ہے" بلکہ یہ تمام دلائل اور شیعہ مذہب کی کتابیں اور شیعہ مصنفین کی تحریریں میرے سامنے تھیں جن کی وجہ سے میں ہر شیعہ سے نفرت کرنے لگا تھا، اور ابھی تو ابتدا ہے، چند باتیں سن کر آپ کی آنکھیں کھل گئی ہیں، اگر آپ کو دیر نہیں ہورہی تو میرے پاس دلائل کے انبار ہیں، میں سینکڑوں دلائل سے بحمد اللہ شیعہ کا کفر ثابت کرسکتا ہوں۔

شبیر: میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ اگرچہ دیر تو ہورہی ہے لیکن یہ موضوع اتنا دلچسپ ہے کہ اسے نامکمل چھوڑ کر جانے کو بھی دل نہیں کرتا۔ اگر آپ کے پاس مزید فرصت ہو تو آپ شیعہ کے کفر پر مجھے مزید دلائل سے بھی آگاہ کیجیے تاکہ پوری حقیقت مجھ پر واضح ہوجائے۔

سلیم: میرے پاس اگر وقت نہیں بھی ہوگا تو آپ کے لیے تو نکالنا ہی پڑے گا، اس لیے کہ اگر آپ راہ راست پر آ گئے تو شاید اس سے میری عاقبت بہتر بن جائے۔ لہٰذا میں شیعہ کے کفر پر کچھ مزید دلائل آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ توجہ فرمایئے!

شیعہ کا تیسرا کفر

تکفیر صحابہؓ

تکفیرِ صحابہؓ

یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے والا اور کسی کافر کو مسلمان کہنے والا خود دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ لیکن شیعہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ان قدسی صفات شخصیات کو نہ صرف یہ کہ مشقِ طعن بناتا ہے بلکہ انہیں خارج از اسلام سمجھتا ہے، جنہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ اور آپؐ نے ان کی ایسی تربیت فرمائی کہ وہ عظیم شخصیات رشکِ ملکوت بن گئیں۔

☆ جن لوگوں (صحابہ کرامؓ) نے سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ کے پیغام اسلام کو قبول کیا اور اسے اپنے قلب ونظر میں ایسی جگہ دی کہ دنیائے کفر نے اس حقیقت کو صحابہ کرامؓ کے دلوں سے نکالنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگالیا، ہر قسم کی اذیتیں دے لیں۔ شدائد ومصائب کے طوفان ان پر توڑے گئے لیکن اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کی محبت ان کے دلوں سے نہ نکالی جا سکی۔

☆ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کے پیغام حق کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا۔ ان کے ایمان کو اللہ رب العزت نے دنیائے انسانیت کے لیے معیار قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا"

ترجمہ: "پس اگر وہ تمہاری (صحابہ کرامؓ) طرح ایمان لائیں تو ہدایت پا جائیں گے۔"

جب مشرکین نے صحابہ کرامؓ پر طعن کرتے ہوئے کہا کہ:

"أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ"

ترجمہ: ''کیا ہم بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں؟

تو جواب میں اللہ نے صحابہ کرامؓ کی وکالت کرتے ہوئے فرمایا:

''اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ''

ترجمہ: ''خبردار وہی (کفار) خود بے وقوف ہیں لیکن علم نہیں رکھتے۔''

★ جن کے لیے اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا:

''اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ''

ترجمہ: ''وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

★ جن کی شان میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''وعن عبداللہ بن مغفل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن آذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشك ان یاخذہ''

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔ میرے صحابہؓ کے معاملہ میں، مکرر کہتا ہوں۔ اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔ میرے صحابہؓ کے معاملے میں۔ ان کو میرے بعد ہدف تنقید نہ بنانا، کیونکہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی بنا پر اور جس نے ان سے بغض رکھا تو مجھ سے بغض کی بنا پر، جس نے ان کو ایذا دی، اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑ لے۔''

☆ ان کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے لیے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولو العنة الله علی شرکم۔"

حوالہ (ترمذی ج ۲ ص ۷۰۶) (مشکوٰۃ)

ترجمہ: "جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہؓ پر سب وشتم کرتے ہیں تو کہہ دو، اللہ تمہارے شر پر لعنت کرے۔"

ان تلامیذ مصطفیٰؐ اور آپؐ کی نبوت کی سب سے پہلے گواہی دینے والے صحابہ کرامؓ کو شیعہ مشق طعن بناتے ہیں، بلکہ حضور علیہ السلام کے صحابہؓ کو برا بھلا کہنا، انہیں سب وشتم کا نشانہ بنانا، ان پر تبرابازی کرنا اور انہیں کافر قرار دینا شیعہ مذہب کا لازمہ ہے۔

شبیر: میں تو یہ جانتا ہوں کہ ہمارے شیعہ حضرات صحابہ کرامؓ کو گالیاں وغیرہ تو نہیں دیتے البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ہم حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ حضرت علیؓ کو خلیفہ بلافصل مانتے ہیں، اور انہیں تمام صحابہ کرامؓ سے افضل واعلیٰ گردانتے ہیں، لیکن آپ نے تو بڑی عجیب بات بتائی کہ ہمارے مذہب میں صحابہ کرامؓ کو گالیاں دینا اور انہیں کافر قرار دینا مذہب کا لازمی جزو ہے، کیا آپ اس کی کوئی دلیل دیں گے؟

سلیم: بھئی! میں نے آپ سے پہلے ہی کہا ہے کہ میں بغیر دلیل کے کوئی بات نہیں کروں گا بلکہ اپنا دعویٰ ٹھوس دلائل سے ثابت کروں گا، یہ دیکھیے میرے ہاتھ میں آپ کے مذہب کی معتبر ترین کتاب "حق الیقین" موجود ہے۔ جس میں یہ عبارت غور سے پڑھیے اور میرے موقف کی صداقت ملاحظہ فرمایئے!

صحابہ کرامؓ اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر مخلوق ہیں (نعوذ باللہ)

"واعتقاد ما در برات آنست کہ بیزاری جویند از بت ہائے چہارگانہ یعنی ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ، وزنان چہارگانہ یعنی عائشہ وحفصہ وہند وام الحکم واز جمیع اشیاع واتباع

ایشاں، وآ نکہ ایشاں بدترین خلق خدا اند، وآ نکہ تمام نمی شود اقرار بخدا ورسول وائمہ مگر بہ بیزاری از دشمنان ایشاں۔"

(حق الیقین صفحہ ۵۱۹)

ترجمہ: "اور تبرا کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ چار بتوں سے بیزاری اختیار کریں یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ ومعاویہؓ سے اور چار عورتوں سے بیزاری اختیار کریں یعنی عائشہؓ وحفصہؓ وہند اور ام الحکمؓ سے اور ان کے تمام پیروکاروں سے، اور یہ کہ یہ لوگ خدا کی مخلوق میں سب سے بدتر تھے، اور یہ کہ خدا پر، رسول پر اور ائمہ پر ایمان مکمل نہیں ہوگا جب تک کہ ان کے دشمنوں سے بیزاری اختیار نہ کریں۔"

ف: آپ نے دیکھا کہ شیعہ نے کن مقدس ترین شخصیات کو خدا کی مخلوق میں سب سے بدترین لکھا ہے، یہ وہ عظیم شخصیات ہیں جن کی فضیلت قرآن وحدیث میں بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ، اسلام کی وہ عظیم شخصیت ہیں، جنہوں نے بالغ مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا، سب سے پہلے حضور ﷺ کو بیٹی کا رشتہ دیا، جن کے لیے خود پیغمبر اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "میں نے دنیا میں تمام لوگوں کے احسانات کا بدلہ دے دیا ہے لیکن ابوبکرؓ کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکا۔" (صحاح ستہ)

حضرت عمرؓ وہ عظیم انسان ہیں جنہیں حضور ﷺ نے اسلام کی عظمت کے لیے اللہ سے مانگا اور مانگ کر وہ تربیت کی کہ ان کی عظمت پر ملائکہ نے بھی رشک کیا۔

حضرت عثمانؓ وہ عظیم شاگرد رسول ﷺ ہیں، جن کے لیے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عثمانؓ جنت میں میرے رفیق ہوں گے۔ (ترمذی ج ۲ ص 689)

حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ وہ انسان ہیں جن کے لیے سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لاتذکروا معاویة الابخیر۔ (ترمذی ج ۲ ص ۷۲)

(ترمذی)

ترجمہ: ''معاویہؓ کا تذکرہ بھلائی کے ساتھ ہی کیا کرو۔''

اسی طرح حضرت عائشہؓ وحفصہؓ، ہندؓ وام الحکمؓ کے فضائل ومناقب بھی کتب احادیث میں مذکور ہیں، شیعہ مذہب میں ان شخصیات سے نہ صرف بیزاری اختیار کرنا ضروری ہے بلکہ ان کے پیروکاروں یعنی سنیوں سے بھی بیزاری کا اظہار ضروری ہے، پھر اسی پر بس نہیں بلکہ مذکورہ عبارت میں ان شخصیات کو اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر کہا گیا ہے۔

اب آپ ہی بتائیں کہ جن شخصیات کی عظمت ورفعت قرآن وحدیث میں بیان کی گئی ہو، جن کے ایمان وعمل کو اللہ رب العزت نے پوری مسلم برادری کے لیے معیار وحجت قرار دیا ہو، ان کو کائنات کی بدترین مخلوق کہنے والا طبقہ کیا خدا اور رسولؐ سے بغاوت کا مرتکب نہیں ہو رہا؟

اللہ ورسولؐ کہیں کہ ان کا ایمان معیار ہے۔

شیعہ کہے کہ ان سے بیزاری اختیار کرنا ضروری ہے۔

اللہ ورسولؐ کہیں کہ یہ شخصیات دنیائے انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں شیعہ کہے کہ یہ شخصیات بدترین خلائق ہیں۔

اللہ ورسولؐ کے ارشادات سے بغاوت اختیار کر کے اسلام کی مقدس اور عظیم ترین شخصیات کو بدترین خلائق قرار دینے والے گروہ کو آخر میں کس بنیاد پر مسلمان کہوں؟

شبیر: ''حق الیقین'' کی اس عبارت سے تو صاف ظاہر ہے کہ شیعہ مذہب خدا ورسولؐ سے بغاوت کا نام ہے، لیکن میرا خیال ہے کہ یہ کتاب ''حق الیقین'' جو آپ نے مجھے دکھائی ہے، سنیوں نے خود چھاپی ہوگی اور اس میں اس قسم کی عبارتیں تحریر کر دی ہیں تاکہ شیعہ مذہب کو بدنام کیا جا سکے، ورنہ آج تک آخر میں نے یہ باتیں اپنے کسی عالم سے کیوں نہیں سُنیں؟

سلیم: آپ کتاب کے ٹائٹل کو دیکھ سکتے ہیں جس پر صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ یہ

کتاب ایران سے شائع ہوئی ہے لیکن اگر آپ کو یہ شبہ ہو کہ یہ کتاب سنیوں نے چھاپی ہے تو آپ اپنے کسی بھی امام باڑے سے "حق الیقین" منگوا کر یہ صفحہ دیکھ لیں، اگر مذکورہ عبارت اس کتاب میں آپ کو نہ ملے تو میں ہر سزا کے لیے تیار ہوں۔

شبیر: آپ نے بہت بڑا دعویٰ کیا ہے، چلو مان لیتا ہوں کہ یہ ہمارے ہی لوگوں نے شائع کی ہے لیکن آپ نے تو یہ کہا تھا کہ شیعوں نے صحابہؓ کو کافر تک لکھ دیا ہے جبکہ مذکورہ عبارت میں کافر کا کوئی لفظ ہی موجود نہیں۔

سلیم: مذکورہ عبارت میں اگرچہ "کافر" کا لفظ تو موجود نہیں لیکن یہ تو آپ نے پڑھ ہی لیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت معاویہؓ وغیرہ کو بدترین مخلوق لکھا گیا ہے۔ کیا مسلمان اللہ کی مخلوق میں سب سے بدترین مخلوق ہیں؟ کسی عام مسلمان کو بھی اس طرح کی گالی دینا جرم ہے چہ جائیکہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں اس طرح کی بدزبانی کی جائے، پھر آپ نے کہا کہ عبارت میں کافر کا لفظ موجود نہیں تو لیجیے! میں آپ کو اسی کتاب میں "کافر" کا لفظ بھی دکھا دیتا ہوں۔ ذرا اسی کتاب کا "صفحہ ۵۲۲" کھولیں۔ آپ کو اطمینان ہو جائے گا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے، دلائل کی بنیاد پر کہا ہے۔ ذرا پڑھیے!

ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں کافر ہیں (نعوذ باللہ)

"روایت کردہ است کہ ابوحمزہ ثمالی از آنحضرت از حال ابوبکر و عمر سوال کرد فرمود کہ کافراند، وھر کہ ایشاں را داشتہ باشد کافر است۔

ودریں باب احادیث بسیار است، ودر کتب متفرق است، واکثر در "بحار الانوار" مذکور است۔"

(حق الیقین صفحہ ۵۲۲)

ترجمہ: "روایت کی ہے کہ ابوحمزہ ثمالی نے حضرت سے ابوبکرؓ و عمرؓ کے بارے میں

پوچھا تو فرمایا کہ کافر ہیں اور جو شخص ان سے دوستی رکھتا ہو، وہ بھی کافر ہے، اور اس باب میں بہت سی احادیث ہیں جو کتابوں میں متفرق ہیں، ان میں سے اکثر ''بحار الانوار'' میں مذکور ہیں۔''

آپ نے پڑھا کہ کس بے تکلفی کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کو ''کافر'' کہہ دیا گیا ہے، میں نے جو بات کی وہ آپ کی کتاب میں موجود ہے یا نہیں؟ اب بھی آپ نہ مانیں تو آپ کی مرضی ہے، دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں کہ جس میں دوسرے مذہب کے بزرگوں کو گالی دینا، کافر کہنا، سب وشتم کرنا ثواب سمجھا جاتا ہو لیکن ایک شیعہ مذہب ایسا ہے جس میں اہل سنت کے بزرگوں کو گالیاں دینا، انہیں کافر کہنا ثواب سمجھا جاتا ہے، جیسا کہ آپ کے مذہب کی کتاب ''کلید مناظرہ'' میں لکھا ہے کہ حضرات شیخین (ابوبکرؓ وعمرؓ) کو دن میں ہزار مرتبہ لعنت بھیجنا واجب ہے۔ (نعوذ باللہ)

(کلید مناظرہ صفحہ ۲۱۱)

شبیر: آپ نے واقعی شیعہ مذہب کی کتاب سے حوالہ دکھا دیا ہے۔ ماشاء اللہ آپ کا مطالعہ بہت وسیع ہے، خود مجھے اپنے مذہب کے بارے میں اتنی معلومات نہیں ہیں جتنی کہ آپ کو ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ سنی حضرات، چونکہ اہل بیتؓ کو نہیں مانتے اور انہیں برا کہتے ہیں اس لیے جواباً شیعہ حضرات بھی آپ کے بزرگوں کو برا بھلا کہتے ہونگے۔

سلیم: یہ اہلسنت کے خلاف پروپیگنڈہ ہے کہ وہ اہل بیتؓ کو نہیں مانتے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہماری ایک آنکھ صحابہؓ ہیں اور تو دوسری آنکھ اہل بیت عظامؓ ہیں۔

اسلام ما اطاعت خلفائے راشدینؓ

ایمان ما محبت آل محمدؐ است

آپ کے مذہب میں جنہیں بارہ امام یا چودہ معصوم کہا جاتا ہے۔ وہ سب کے سب ہمارے پیشوا ہیں، راہنما ہیں، مقتدا ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ اہل بیت رسولؐ کی محبت

کے بغیر ایمان کی تکمیل ہی نہیں ہوسکتی، اس لیے ہم ان بزرگوں کو کیوں برا بھلا کہیں گے، اور میرا دعویٰ ہے کہ آپ کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ ہم اہل بیتؓ کو برا کہتے ہیں یا ان سے اظہار نفرت کرتے ہیں، اگر کوئی ثبوت ہے تو پیش کیجیے؟

شبیر: میرے پاس اس وقت ثبوت تو موجود نہیں ہے البتہ میں نے اپنے مجتہدوں سے یہ بات سنی ہے کہ اہل سنت، اہل بیت رسولؐ کو نہیں مانتے۔

سلیم: میں نے پہلے عرض کیا کہ یہ پروپیگنڈہ ہے، اور آپ کے مجتہدین اہل سنت کو بدنام کرنے کے لیے اس قسم کی بے پر کی اڑاتے رہتے ہیں لیکن اس قسم کے بے سروپا پروپیگنڈے سے وہ اپنے مذموم مقاصد کبھی بھی حاصل نہیں کرسکیں گے ۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

شبیر: اچھا چھوڑیں اس بات کو، آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کا دعویٰ تو یہ تھا کہ شیعہ تمام صحابہؓ کو کافر کہتے ہیں جبکہ ثبوت میں آپ نے صرف دو صحابہؓ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا تذکرہ کیا ہے، تمام صحابہؓ کو کافر کہنے والی بات کہاں تک صحیح ہے؟

سلیم: بلاشبہ شیعہ تمام صحابہ کرامؓ کو کافر سمجھتے ہیں، اگر آپ مذکورہ "حق الیقین" کی عبارت کو غور سے پڑھیں تو آپ کو اسی سے اندازہ ہو جائے گا، مذکورہ عبارت میں لکھا ہے کہ اس قسم کی بہت سی اور روایات بھی ہیں جن میں سے اکثر "بحارالانوار" میں موجود ہیں، جب آپ وہ تمام روایات پڑھیں گے اور مختلف کتابوں میں دیکھیں گے تو یہ بات آپ پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ شیعہ تمام صحابہ کرامؓ کو اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر میں چند حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔

تین کے علاوہ تمام صحابہؓ مرتد ہو گئے تھے (نعوذ باللہ)

یہ دیکھیے! آپ کے مذہب کی معتبر ترین کتاب "روضہ کافی"۔

اس میں یہ عبارت پڑھیے!

"حنان، عن ابیه عن ابی جعفر علیه السلام: قال کان الناس اهل ردة بعد النبی صلی الله علیه وسلم الاثلثة فقلت ومن الثلثة. فقال المقداد بن الاسود وابو ذر الغفاری وسلمان الفارسی رضی الله وبرکاته علیهم۔"

(روضہ کافی صفحہ ۲۴۵ جلد ۸)

ترجمہ: "حنان اپنے والد سے نقل کرتا ہے کہ امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد تین آدمیوں کے سوا باقی سب مرتد ہو گئے تھے، میں نے پوچھا وہ تین کون تھے؟ فرمایا وہ تین آدمی یہ تھے۔ مقداد بن اسودؓ، ابوذر غفاریؓ اور سلمان فارسیؓ"۔

اسی کتاب کا صفحہ ۲۹۲ بھی ذرا دیکھ لیں!

"عن عبد الرحیم القصیر قال قلت لابی جعفر علیه السلام ان الناس یفزعون اذا قلنا: ان الناس ارتدوا، فقال یا عبد الرحیم ان الناس عادوا بعد ما قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم اهل جاهلیة"

(روضہ کافی صفحہ ۲۹۲ جلد ۸)

ترجمہ: "عبد الرحیم قیصر کہتا ہے کہ میں نے امام باقرؒ سے کہا کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ لوگ مرتد ہو گئے تھے تو یہ سن کر لوگ گھبرا جاتے ہیں، امام نے فرمایا کہ اے عبد الرحیم! رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد لوگ جاہلیت کی طرف پلٹ گئے تھے۔"

ف: مذکورہ دو روایتوں میں صاف الفاظ میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد تمام صحابہؓ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گئے تھے۔ (نعوذ باللہ) البتہ صرف تین اشخاص (حضرت مقداد بن اسودؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ) ہدایت پر قائم رہے۔

کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمام صحابہؓ سوائے تین کے شیعہ مذہب میں کافر سمجھے جاتے ہیں اور گزشتہ روایات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ شیعہ کی نظر میں صرف صحابہ کرامؓ ہی کافر نہیں ہیں بلکہ جو لوگ صحابہ کرامؓ سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں۔

شبیر: یار میں تو شیعہ مذہب کو اس لیے پسند کرتا تھا کہ شیعہ لوگ اہل بیتؓ سے محبت کرتے ہیں جبکہ آج پتہ چل رہا ہے کہ شیعہ مذہب میں تو ساری خباثت ہی خباثت ہے۔ یہ بات تو بڑی حیرت کی ہے کہ حضور علیہ ﷺ جو سید الانبیاء ہیں اور ساری دنیا کی انسانیت کے لیے نبی بن کر آئے ہیں ان کی مسلسل اور پیہم جدوجہد اور انتھک تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں صرف تین آدمی مسلمان ہو سکے، باقی سارے مرتد ہو گئے، یہ تو خود پیغمبر اسلام کی توہین ہے۔

سلیم: بھئی مجھے کوئی آپ سے ذاتی دشمنی تو نہیں۔ میں نے آپ سے اسی لیے کہا تھا کہ میں صرف مولویوں کی لچھے دار تقریروں سے متاثر نہیں ہوتا بلکہ خود تحقیق کرتا ہوں۔ میں نے مولانا جھنگوی شہیدؒ کی کیسٹ سننے کے بعد شیعہ مذہب کی خاص خاص کتابیں خریدیں اور ان کا گہرا مطالعہ کیا، تب میں بھی اس نتیجے پر پہنچا کہ شیعہ، اسلام کے نام پر مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

آپ نے کہا کہ صرف تین آدمیوں کا اسلام پر قائم رہنا اور باقی سب کا مرتد ہو جانا حضور علیہ ﷺ کی توہین ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ نظریہ صرف توہین رسالت پر مبنی نہیں بلکہ اس سے قرآن کا انکار بھی لازم آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

اذا جاء نصر الله والفتح ○ ورايت الناس يدخلون فی دين الله افواجا ○ (النصر)

ترجمہ: ''جب آئی مدد اللہ کی اور کامیابی۔ اور آپؐ نے (اے نبیؐ) دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوتے ہیں۔''

''اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ واضح الفاظ میں کہہ رہے ہیں کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوئے اور یہ اللہ کی مدد و نصرت کی دلیل ہے۔ لیکن شیعہ کہتا ہے کہ صرف تین آدمی اسلام پر قائم رہ سکے، آپ ہی بتائیں کہ فوج، تین آدمیوں کو کہا جاتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو شیعہ صرف تین آدمیوں کو اسلام میں داخل کر کے قرآن کریم کی اس سورت کا انکار کر رہا ہے یا نہیں؟

پھر لطیفہ یہ ہے کہ شیعہ نے جن تین آدمیوں کو اسلام پر قائم تحریر کیا ہے ان پر بھی شیعہ کو مکمل اعتماد نہیں۔

شبیر: یہ کیا کہہ دیا آپ نے۔ شیعہ مذہب کے مطابق تین آدمی اسلام پر قائم رہے اور ان تین پر بھی شیعہ کو اعتماد نہ ہو تو پھر باقی بچا کیا؟ ایک حضورؐ اور ایک علیؓ؟ بچارے شیعہ مذہب پر اتنی زیادتی تو نہ کریں۔

سلیم: مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں کسی کے مذہب پر زیادتی کروں۔ میں تو وہ کچھ کہہ رہا ہوں جو شیعہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

شبیر: یہ بات کہاں لکھی ہے کہ شیعہ کو اسلام پر قائم رہنے والے تین اشخاص پر بھی اعتماد نہیں؟

سلیم: یہ لیجیے کتاب ''رجال کشی'' اس میں شیعہ کے قلم سے ان تین اشخاص کا حال بھی پڑھ لیجیے جن کے بارے میں شیعہ کا اعتقاد ہے کہ وہ اسلام پر قائم رہے۔

ارتداد سے بچنے والے تین بھی شیعہ کے ہاں مشکوک ہیں:

''عن ابی بکر الحضرمی قال: قال ابو جعفر (ع) ارتد الناس الا ثلثة نفر، سلمان وابوذر والمقداد قال قلت فعمار؟ قال قد کان جاض جیضة ثم رجع، ثم قال ان اردت رجلاً لم یشك ولم یدخله شیئی فالمقداد، فاما سلمان، فانه عرض فی قلبه عارض ان عند امیر المومنین (ع)

اسم الله الاعظم لو تكلم به لاخذتهم الارض وهو هكذا. فلبب ووجئت عنقه حتى تركت كالسلقه. فمر به امير المومنين (ع) فقال له يا اباعبدالله هذا من ذالك بايع! فبايع. واما ابوذر. فامره امير المومنين (ع) بالسكوت ولم يكن ياخذه فى الله لومة لائم فابى الا ان يتكلم فمر به عثمان. فامر به ثم اناب الناس بعد فكان اوّل من اناب ابوساسان. الانصارى وابوعسرة وشتيرة وكانوا سبعة فلم يكن يعرف حق امير المومنين (ع) الاهولاء السبعة"۔ (رجال کشی روایت نمبر ۲۴)

ترجمہ: ''ابوبکر حضرمی کہتا ہے کہ امام ابوجعفرؒ نے فرمایا کہ تین افراد کے علاوہ باقی سب لوگ مرتد ہوگئے تھے، تین افراد یہ ہیں، سلمانؓ، ابوذر غفاریؓ اور مقدادؓ میں نے کہا عمار؟ فرمایا ایک دفعہ تو وہ بھی منحرف ہوگئے تھے، لیکن پھر لوٹ آئے۔ پھر فرمایا، اگر تم ایسا آدمی دیکھنا چاہتے ہو جس کو ذرا بھی شک نہیں ہوا اور اس میں کوئی چیز داخل نہیں ہوئی تو وہ مقدادؓ تھے۔ سلمانؓ کے دل میں یہ خیال گزرا کہ امیر المومنین کے پاس تو اسم اعظم ہے۔ اگر آپ اسم اعظم پڑھ دیں تو ان لوگوں کو زمین نگل جائے (پھر کیوں نہیں پڑھتے؟) وہ اسی خیال میں تھے کہ ان کا گریبان پکڑا گیا اور ان کی گردن ناپی گئی، یہاں تک کہ ایسی ہوگئی جیسے اس کی کھال کھینچ لی گئی ہو، چنانچہ امیر المومنین ان کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ اے ابوعبداللہ! یہ اسی خیال کی سزا ہے، ابوبکرؓ کی بیعت کرلو، چنانچہ انہوں نے بیعت کرلی، باقی رہے ابوذرؓ تو امیر المومنین نے ان کو خاموش رہنے کا حکم دیا تھا۔ مگر وہ خاموش رہنے والے کہاں تھے وہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کی پروا نہیں کرتے تھے، پس عثمانؓ ان کے پاس سے گزرے تو ان کی پٹائی کا حکم دیا۔ پھر کچھ لوگ تائب ہوگئے، سب سے پہلے جس نے توبہ کی وہ ابوساسان انصاری، ابوعسرہ اور شتیرہ تھے، تو یہ سات آدمی ہوگئے، پس ان سات

آدمیوں کے سوا کسی نے امیر المومنین کا حق نہیں پہچانا۔"

ف: مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ شک و تردد سے صرف ایک مقدادؓ بچے، عمارؓ پہلے منحرف ہو گئے تھے، پھر لوٹ آئے، یعنی وہ بھی مرتد ہونے کے بعد دوبارہ مسلمان ہوئے۔ سلمانؓ کے دل میں بھی شبہ پیدا ہو گیا تھا، جس کی ان کو سزا ملی اور ابوذرؓ کو امیر المومنین نے سکوت کا حکم فرمایا تھا مگر وہ نافرمانی کرتے تھے۔

شیعہ جن تین شخصیات کو بعد وصال النبیﷺ اسلام پر قائم سمجھتا ہے، ان میں سے گویا شک و تردد سے صرف حضرت مقدادؓ بچے۔ لیکن پھر مقدادؓ پر بھی شیعہ نے یوں ہاتھ صاف کیے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

"عن ابی: بصیر قال سمعت ابا عبداللہ (ع) یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا سلمان لو عرض علمك علی مقداد لکفر، یامقداد لو عرض علمك علی سلمان لکفر۔" (رجال کشی روایت نمبر ۲۳)

ترجمہ: "ابو بصیر کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اے سلمانؓ! اگر تیرا علم سلمانؓ کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ کافر ہو جائے۔"

ف: یہ تو شکر ہے کہ مقدادؓ اور سلمانؓ کے دل کی حالت ایک دوسرے پر ظاہر نہیں ہوئی ورنہ نتیجہ کفر کے سوا اور کچھ نہ نکلتا۔

صرف اسی پر اکتفا نہیں، مزید پڑھیے اور شیعہ مذہب کا ماتم کیجیے۔

"عن جعفر عن ابیه قال ذکرت التقیة یوما عند علی (ع) فقال، ان علم ابوذر ما فی قلب سلمان لقتله۔" (رجال کشی روایت نمبر ۴۰)

ترجمہ: "امام جعفرؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت علیؑ کے سامنے تقیہ کا ذکر آیا تو فرمایا کہ اگر ابوذرؓ کو سلمانؓ کے دل کی حالت معلوم ہو جائے تو ان کو قتل کر ڈالیں۔"

ف: معلوم ہوا کہ شیعہ جن تین افراد کو مومن مخلص تسلیم کرتا ہے وہ بھی اپنے دل کا بھید کسی کو نہیں بتاتے تھے، رہا یہ عقیدہ کہ وہ دل کا بھید کیا تھا جو ایک دوسرے کو نہیں بتاتے تھے، اس کا حل یہ ہے کہ وہ بظاہر حضرت علیؓ سے موالات رکھتے ہونگے مگر دل میں خلفائے ثلاثہؓ سے عقیدت و محبت رکھتے ہونگے، چنانچہ حضرت سلمان فارسیؓ کا خلفاء سے محبت و موالات رکھنا اس سے واضح ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان کو مدائن کا گورنر بنایا تھا، اس وقت سے حضرت علیؓ کے دور تک یہ مدائن کے گورنر چلے آرہے تھے۔ اسی حالت میں ۳۶ھ میں ان کا وصال ہوا۔ (ترجمہ، حیات القلوب باب ۵۹ ص ۹۵۶ ج ۲)

الغرض جن بزرگوں کے بارے میں شیعہ کہتے ہیں کہ وہ ارتداد سے محفوظ رہے ان کے احوال بھی شیعہ کتب سے میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیے ہیں کہ شیعہ کو حقیقت میں ان تین یا چار لوگوں پر بھی اعتماد نہیں، شاید اس لیے کہ وہ بھی خلفاءؓ سے موالات رکھتے تھے اور انہوں نے عہدے اور مناصب بھی قبول فرمائے۔ غالباً ان کی یہی قلبی کیفیت تھی جس کی بنا پر شیعہ روایات میں کہا گیا ہے کہ اگر ایک دل کا حال دوسرے کو معلوم ہو جاتا تو اس کو قتل کر دیتا یا کافر ہو جاتا۔

شبیر: اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ حضور ﷺ جس مقصد کے لیے تشریف لائے تھے اس میں کامیاب نہ ہو سکے (نعوذ باللہ) ظاہر ہے کہ شیعہ روایات کے مطابق حضور ﷺ کے وصال کے بعد صرف تین افراد اسلام پر قائم رہے اور ان تین کا حال یہ ہے کہ وہ بھی شک و تردد میں مبتلا تھے۔ تو پھر مومن کامل تو کوئی بھی نہ رہا، آپ نے ''رجال کشی'' کی جو روایات پیش کی ہیں ان کی رو سے تو مذہب شیعہ کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ ہمارے شیعہ اس قسم کی روایات پڑھنے کے بعد بھی شیعہ مذہب پر قائم ہیں؟

سلیم: میں نے آپ سے کہا تھا کہ شیعہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں لیکن آپ نے

میری بات کو "دیوانے کی بڑ" سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا، اب تو آپ پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ شیعہ جس اسلام کو مانتا ہے اس میں حضور علیہ ﷺ کا وصال ہوتے ہی لوگ اسلام سے ہٹ گئے یا شک و تردد میں مبتلا ہو گئے۔ جس کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ حضور علیہ ﷺ کو جس عظیم مقصد کے لیے مبعوث کیا گیا تھا وہ مقصد پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ یہ نتیجہ صرف میں نے اخذ نہیں کیا بلکہ آپ کے ایرانی انقلاب کے بانی خمینی نے بھی برملا اس کفر و زندقہ کا اظہار کیا ہے۔ اگر آپ کہیں تو حوالہ دکھاؤں؟

شبیر: کمال ہے یار۔ آپ کے پاس تو ہر بات کا ثبوت نقد موجود ہے۔ یہ بات تو کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی نہیں کہہ سکتا کہ حضور علیہ ﷺ اپنے مشن میں ناکام ہو گئے؟

سلیم: میں نے کب کہا ہے کہ کوئی مسلمان یہ بات کہہ سکتا ہے، اور جو اس قسم کی بات کہے وہ مسلمان ہی کب ہے؟ لیجیے! یہ میرے پاس ایک کتابچہ ہے "اتحاد و یکجہتی" یہ رسالہ ملتان شہر میں چند سال قبل تقسیم کیا گیا تھا اس میں خمینی کی وہ تقریر شائع ہوئی ہے جو اس نے تہران میں نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے کی تھی۔ اسے کھولیے اور پڑھیے۔ عبارت یہ ہے:

تمام انبیاء دنیا سے ناکام گئے

"اب تک کے سارے رسول، جن میں حضرت محمد علیہ ﷺ بھی شامل ہیں دنیا میں عدل و انصاف کے اصولوں کی تعلیم کے لیے آئے لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے، حتی کہ نبی آخرالزماں حضرت محمد علیہ ﷺ جو انسانیت کی اصلاح اور مساوات قائم کرنے آئے تھے اپنی زندگی میں نہ کر سکے۔" (تہران ٹائمز ۲۹ جون ۸۰ء)

("تعمیر حیات" لکھنؤ ۱۰ اگست ۸۰ء)

نوٹ: مذکورہ اعلان تہران ریڈیو سے بھی ۳۰ جون ۱۹۸۰ھ کو نشر ہوا تھا۔

اس حوالے کے بعد بھی میرے موقف میں آپ کو کوئی شبہ ہے؟

شبیر: یہ تو واقعی کفریہ عبارت ہے اور امام خمینی نے صاف لفظوں میں کہہ دیا ہے کہ حضور علیہ ﷺ بھی اپنے مشن میں ناکام ہوگئے، میرے تو دماغ کے دریچے کھل گئے ہیں اور اب تو مجھے یوں محسوس ہونے لگا ہے جیسے شیعہ مذہب کی بنیاد ایک سازش کے تحت اسلام سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لیے رکھی گئی ہے۔

سلیم: اس میں کوئی شک نہیں بلکہ حقیقت یہی ہے کہ شیعہ مذہب، اسلام کی جڑوں پر تیشہ چلانے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ ورنہ آپ خود سوچیں کہ جس مذہب میں قرآن کریم کی صحت پر شک کیا جاتا ہو۔

جس مذہب میں اللہ کی لاریب کتاب کو تحریف و تبدیل شدہ سمجھا جاتا ہو۔

جس مذہب میں کاتبین وحی کو مرتد اور کافر کہا جاتا ہو۔

جس مذہب میں حدیث رسولؐ کے راویوں (صحابہ کرامؓ) کو کائنات کی بدترین مخلوق کہا جاتا ہو۔

جس مذہب میں حضور علیہ ﷺ کے جانشین صحابہ کرامؓ کو اسلام دشمن کہا جاتا ہو۔

جس مذہب میں آنحضرت علیہ ﷺ کو ناکام رسولؐ کے نام سے متعارف کرایا جاتا ہو۔

جس مذہب میں انبیاءؑ کے بعد آنے والے ائمہ کو انبیاء سابقین سے بلند درجہ تسلیم کیا جاتا ہو۔

جس مذہب میں شیخین (ابوبکرؓ عمرؓ) کو کافر کہا جاتا ہو۔

جس مذہب میں سوائے اپنوں کے باقی سارے مسلمانوں کو ''کنجریوں کی اولاد'' کہا جاتا ہو اس مذہب کے پیروکار آخر کس بنیاد پر مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں؟

شبیر: یہ آپ نے آخر میں جو بات کہی ہے کہ ''سوائے اپنوں کے باقی سارے مسلمانوں کو کنجریوں کی اولاد کہا جاتا ہے'' اس میں کیا صداقت ہے؟

سلیم: یہ بات بھی دیگر تمام باتوں کی طرح آپ کے مذہب کی کتاب ''روضہ کافی''میں موجود ہے۔ ذرا یہ عبارت پڑھیے:

1

شیعوں کے علاوہ سب کنجریوں کی اولاد ہیں

''ان الناس کلھم ذات بغایا ما خلا شیعتنا''

ترجمہ: ''بالتحقیق تمام لوگ کنجریوں کی اولاد ہیں سوائے ہمارے شیعوں کے۔''

کس قدر ستم ظریفی ہے کہ شیعہ مذہب میں ساری دنیا کے مسلمان، اکابرین، بزرگان دین اور صلحاء امت (نعوذ باللہ) کنجریوں کی اولاد ہیں، لیکن چلو کوئی بات نہیں، ہمیں اگر وہ برا بھلا کہہ لیتے تو درگزر ہو سکتا تھا لیکن شیعہ نے تو حضور ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ تک کو معاف نہیں کیا۔ پھر بھی وہ مسلمان کہلائیں۔ آخر کس بنیاد پر؟

شبیر: شیعہ مذہب کے بارے میں مجھے بہت سی ایسی باتیں معلوم ہوئیں جن سے میں آج تک ناواقف تھا۔ بلکہ میں یہ سمجھتا تھا کہ سنی اور شیعہ کے درمیان معمولی نوعیت کا اختلاف ہے لیکن آج میرے سامنے یہ عقدہ کھلا کہ شیعہ اور سنی کے درمیان بنیادی عقائد و مسائل میں زبردست اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب تو میرا دل بھی شیعہ مذہب سے کھٹا ہو گیا ہے۔

سلیم: آپ نے ابھی ایک جملہ کہا کہ ''سنی اور شیعہ کے درمیان اختلاف ہے'' ذرا اس جملے کی تصحیح فرمالیں، سنی شیعہ کے درمیان اختلاف نہیں بلکہ ''مسلمانوں اور شیعہ کے درمیان اختلاف ہے۔'' اس لیے کہ اہل سنت کا نظریہ وہی ہے جو اسلام نے ہمیں دیا ہے جبکہ شیعہ مذہب قدم قدم پر اسلام سے متصادم ہے۔ اسی لیے ہم شیعہ کو اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

شبیر: آپ نے مجھے صرف تین جگہ شیعہ مذہب کا اسلام سے تصادم بتایا ہے۔ عقیدۂ تحریف قرآن، عقیدۂ امامت اور تکفیر صحابہؓ، لیکن دعویٰ یہ کر رہے ہیں کہ قدم قدم پر شیعہ مذہب اسلام سے متصادم ہے۔ آپ کا یہ دعویٰ کہاں تک درست ہے؟

سلیم: میں نے اسلام کے خلاف شیعہ کے تین عقائد تو اس لیے بتائے ہیں تاکہ آپ پر شیعہ کا کفر واضح ہو جائے، جبکہ اسلام اور شیعہ مذہب میں قدم قدم پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگر آپ کہیں تو چند مثالیں پیش کروں؟

شبیر: جی ہاں! ضرور پیش کریں۔

سلیم: ذرا دل پہ ہاتھ رکھ کے سنیے۔

شیعہ کا چوتھا کفر

توہین رسالت... بحوالہ متعہ

توہین رسالت......بحوالہ متعہ

دنیا کے ہر مذہب میں ''زنا'' کو حرام قرار دیا گیا ہے۔کوئی مذہب اپنے پیروکاروں کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ جب دو مرد و عورت باہم راضی ہوں تو وہ اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے آزاد ہیں۔لیکن دنیا کا واحد شیعہ مذہب ہے کہ جس میں ''زنا'' کو ''متعہ'' کا عنوان دیکر جائز بلکہ بڑی فضیلت کا حامل عمل بتلایا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بھی شیعہ کے کفر کا موجب ہے۔

''متعہ'' نکاح موقت کا نام ہے، جس میں مرد و زن ایک دوسرے کو چند گھنٹوں، چند دنوں یا چند ماہ کے لیے محض جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے قبول کر لیتے ہیں، اور وقت متعین گزر جانے کے بعد عورت از خود مرد سے الگ ہو جاتی ہے۔ حالانکہ اس طرح کے عارضی نکاح کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔شیعہ مذہب نے ''زنا'' کو جائز قرار دینے کے لیے ''متعہ'' کا سہارا لیا ہے۔اور شیعہ کی ''تفسیر عیاشی'' اور ''تفسیر منہاج الصادقین'' وغیرہ میں متعہ کے بہت سارے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔

شبیر: متعہ تو اسلام میں جائز ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچویں پارے کی ابتدا میں فرمایا ہے:

فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فريضة ۔(النساء)

ترجمہ: ''پس تم جن عورتوں سے متعہ کرنا چاہو تو ان کے مقرر شدہ مہر انہیں دے دو۔''

دیکھیے !اس آیت میں اللہ نے صاف لفظوں میں ''فما استمتعتم'' کا لفظ

استعمال کر کے متعہ کو جائز قرار دیا ہے۔ پھر شیعہ پر یہ الزام کیوں ہے کہ وہ متعہ کو بڑی فضیلت کا حامل عمل سمجھتے ہیں؟

سلیم: آپ کو لفظ "فما استمتعتم" سے شبہ ہوا ہے۔ کہ اس سے مراد "متعہ" ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس سے پہلے اللہ رب العزت نے نکاح کرنے کی جو شرط بتائی ہے وہ ہے "محصنین غیر مسافحین" ترجمہ: گھر بار کر اسے بسانے کیلئے نہ کہ شہوت رانی کے لیے۔"

یعنی عورتوں سے نکاح کا مقصد "قید میں لانا" یا "گھر بسانا" ہونا چاہیے۔ محض شہوت رانی یا جنسی خواہشات کی تکمیل مقصود نہ ہو۔ ایسی عورتوں سے جب تم فائدہ حاصل کرنا چاہو تو ان کے مقررہ مہر انہیں ادا کر دو۔

"فما استمتعتم" کے معنی ہیں "اگر فائدہ حاصل کرنا چاہو" یعنی ان سے مجامعت کرنے کا ارادہ ہو۔

آپ نے "استمتعتم" کا لفظ دیکھ کر اس سے "متعہ" سمجھ لیا۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ ہاں ابتداء اسلام میں "متعہ" جائز تھا۔ لیکن غزوۂ خیبر کے موقع پر حضور ﷺ نے منع فرما دیا تھا۔ اس کے بعد فتح مکہ کے موقع پر صرف تین دن کے لیے اجازت دی تھی پھر ہمیشہ کے لیے منع کر دیا گیا۔

شبیر: میں نے تو سمجھا تھا کہ میرے پاس متعہ کی بہت بڑی دلیل ہے لیکن آپ نے میری اس دلیل کا خوب آپریشن کر دیا۔ واقعی "استمتعتم" کا مطلب تو "فائدہ حاصل کرنا" ہے۔ لیکن ہمارے شیعہ حضرات اس لفظ سے لوگوں کو خوب دھوکہ دیتے ہیں۔ اور خود میں نے بھی بہت سے سنیوں کو اسی دلیل سے لاجواب کیا ہے۔ لیکن آپ ماشاءاللہ صاحب علم ہیں۔ آپ نے تو اس لفظ کی حقیقت میرے سامنے بیان کر دی۔

سلیم: یہ حقیقت ہے کہ شیعہ مجتہدین عام لوگوں کے سامنے اس قسم کے عربی الفاظ

پیش کر کے انہیں خوب دھوکہ دیتے ہیں لیکن یہ دھوکہ زیادہ دیر تک نہیں چل سکتا۔ اس لیے کہ۔

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

شبیر: اچھا تو بات دوسری طرف نکل گئی۔ آپ نے کہا تھا کہ متعہ بھی شیعہ کے کفر کی دلیل ہے۔ ذرا ثابت کیجیے؟

سلیم: بھئی! بات سیدھی ہے کہ متعہ کا اسلام میں کوئی جواز نہیں بلکہ یہ ''زنا'' کا دوسرا نام ہے۔ اور ''زنا'' کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

ولا تقربوا الزنا انه کان فاحشة وساء سبیلا۔ (بنی اسرائیل)

ترجمہ: ''اور زنا کے قریب مت جاؤ بے شک یہ بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے۔''

جس چیز کو اسلام نے فحاشی و بدکاری کا سبب بتایا ہو۔ اور اس کے قریب جانے سے روکا ہو۔ اس چیز کو جائز بلکہ پسندیدہ عمل قرار دینا اور اسلام کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال و مستحسن قرار دینا کفر نہیں تو اور کیا ہے؟

پھر ستم بالائے ستم یہ کہ شیعہ مذہب ''متعہ'' کو نہ صرف جائز قرار دیتا ہے بلکہ اس کے زبردست فضائل بھی بیان کرتا ہے۔

مجھے بتائیں کہ اگر کوئی شخص راتوں کو عبادات و نوافل میں بسر کرے اور دن کو روزہ رکھے اور یہ عمل وہ زندگی بھر کرتا رہے۔ اور ہر سال حج کا فریضہ بھی انجام دیا کرے۔ ہر سال قربانی بھی کرے، اللہ کے راستے میں جہاد بھی کرے، مستحقین کی ضرورتوں کو بھی پورا کرے۔ بہت بڑا صاحب جود و سخا بھی ہو۔ اور اللہ کی نافرمانیوں سے ہمیشہ محفوظ بھی رہے۔ تو کیا وہ شخص حضرت حسین رضی اللہ کے مقام و مرتبہ کو پہنچ سکتا ہے؟

شبیر: آج کا کوئی شخص کتنا ہی عابد و زاہد بن جائے وہ حضرت حسینؓ کے پاؤں کی

خاک کو بھی نہیں پہنچ سکتا چہ جائیکہ حضرت حسینؓ کے مقام تک پہنچے۔

سلیم: لیکن آپ کے مذہب کے مجتہدین نے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

چار دفعہ متعہ کرنے والا حضورؐ کے مقام تک پہنچ جاتا ہے

''جو شخص ایک دفعہ متعہ کرے وہ حضرت حسینؓ کے درجے کو پہنچ جاتا ہے جو دو مرتبہ کرے وہ حضرت حسنؓ کے مقام کو پا لیتا ہے۔ جو تین دفعہ کرے وہ حضرت علیؓ کے مرتبے تک پہنچ جاتا ہے اور جو چار مرتبہ متعہ کرے وہ میرے مقام و مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔'' (ملاحظہ فرمائیے تفسیر منہاج الصادقین)

شبیر: توبہ، توبہ توبہ، کہاں لکھا ہے یہ؟

سلیم: یہ دیکھیے تفسیر ''منہاج الصادقین'' کی عربی عبارت، جس کا میں نے ترجمہ کیا ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تمتع مرۃ فدرجتہ کدرجۃ حسین وومن تمتع مرتین فدرجتہ کدرجۃ حسن ومن تمتع ثلاث مرات فدرجتہ کدرجۃ علی ومن تمتع اربع مرات فدرجتہ کدرجتی۔

(تفسیر کبیر، منہاج الصادقین جلد دوم مصنف فتح اللہ کاشانی)

شبیر: ارے واقعی، یہ تو صاف لفظوں میں لکھا ہے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ چار دفعہ متعہ کرنے پر اگر نبی کریم علیہ السلام کے مقام تک پہنچا جا سکتا ہے تو ایک دفعہ اور ''متعہ'' کر لیا جائے تاکہ ''خدا'' کے مقام تک بھی پہنچا جا سکے۔ کیسی خباثت ہے؟ میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ آخر انہوں نے پانچویں مرتبہ متعہ کرنے کی فضیلت کیوں نہیں لکھ دی، قصہ ہی ختم ہو جاتا۔ میں تو بہت بڑی غلطی پہ تھا۔ شیعہ لوگ تو لگتا ہے کہ خدا بننے کے چکر میں ہیں۔ صرف ایک سیڑھی باقی رہ گئی تھی اسے بھی عبور کر لیتے تو خدا کے مقام تک پہنچ جاتے۔ پتہ نہیں چار کا عدد پورا کرنے کے بعد بریک کیوں لگا دی؟

سلیم: آپ یہ بتائیں کہ مذکورہ بالا نظریہ کفر ہے یا نہیں؟ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ ساری زندگی عبادت کرنے والا اور ایک لمحہ بھر غفلت نہ کرنے والا انسان بھی مقام و مرتبہ کے لحاظ سے کسی ادنیٰ درجہ کے تابعی تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور شیعہ مذہب چار دفعہ ''زنا'' کرنے والے کو مقام نبوت تک پہنچا رہا ہے۔ اب بھی اگر شیعہ خارج از اسلام نہیں تو پھر دنیا میں کوئی بھی کافر نہیں۔

شبیر: صرف خارج از اسلام؟؟؟

ایسا عقیدہ رکھنے والا تو کائنات کا بدترین کافر ہے۔

سلیم: یہی بات تو جھنگوی شہیدؒ نے اپنی اوکاڑہ والی تقریر میں کہی تھی کہ ''شیعہ کائنات کا بدترین، غلیظ ترین کافر ہے۔''

شبیر: بالکل صحیح کہا جھنگویؒ صاحب نے۔ بلکہ ''کافر'' سے آگے کچھ اور بھی کہتے تو صحیح تھا۔ یار حد ہو گئی، اتنی خباثت بھری پڑی ہے شیعہ مذہب میں؟ میرے تو وہم و گمان میں بھی یہ چیزیں نہیں تھیں۔ میں تو بس یہ سمجھتا تھا کہ ہمارے شیعہ حضرات چونکہ اہل بیتؓ سے محبت رکھتے ہیں اور ہر وقت غم حسینؓ میں بیچارے روتے رہتے ہیں اس لیے سچے ہونگے لیکن یہ تو آج عقدہ کھلا کہ یہ لوگ صرف مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہیں اور مصنوعی آنسو بہا کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ میری توبہ، توبہ، توبہ اور میرے باپ کی بھی توبہ۔ یہ بھی کوئی مذہب ہے؟ میں ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں ایسے ناپاک مذہب پر۔

سلیم: شکریہ! مجھے بہت خوشی ہوئی کہ میری محنت رائیگاں نہیں گئی اور اللہ نے آپ کو ہدایت عطا فرمادی۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو راہِ حق پر ثابت قدمی نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

شبیر: مجھے بھی بہت خوشی ہے کہ اللہ نے مجھے بہت بڑی گمراہی سے بچالیا اور آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ ہی میری ہدایت کا ذریعہ بنے۔ لیکن آپ نے کچھ

دیر پہلے ایک بات کہی تھی کہ اسلام سے شیعہ مذہب قدم قدم پر اختلاف کرتا ہے۔اس اختلاف میں سے صرف ایک اختلاف آپ نے بتایا اگر آپ مناسب سمجھیں تو چند مثالیں اور بھی بتا دیں تا کہ اگر کسی سے بات کرنی پڑے تو کچھ معلومات تو ہوں؟

سلیم: اب تو بحمد للہ آپ میرے مسلمان بھائی بن گئے ہیں۔اس لیے میں اسلام اور شیعہ مذہب کے درمیان اختلافات کی چند مزید مثالیں آپ کو دوں گا جس سے آپ ذہنی طور پر مطمئن ہو جائیں گے۔

شبیر: ضرور،ضرور،ضرور۔

سلیم: پھر توجہ سے سنیئے!

① کلمہ

ساری دنیا کے مسلمان جو کلمہ پڑھتے ہیں وہ دو اجزا پر مشتمل ہے:

(۱) توحید (۲) رسالت۔

مثلاً: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ.

ترجمہ: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔''

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر ہمارے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ تک ہمیشہ کلمہ دو اجزا پر مشتمل رہا ہے۔

مثلاً: لا الہ الا اللہ آدم صفی اللہ

لا الہ الا اللہ نوح نجی اللہ

لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ

لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ

اور..... لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

قرآن کریم سے اور احادیث رسولؐ سے جس کلمے کا ثبوت ملتا ہے وہ یہی مذکورہ

کلمہ ہے لیکن شیعہ حضرات نے جہاں دیگر مقامات پر اسلام سے ہٹ کر الگ راستہ اختیار کیا ہے وہاں اس کلمہ اسلام میں بھی پیوند کاری کر کے اصلی کلمہ پر اپنے عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ فرق ملاحظہ فرمایئے:

اسلام کا کلمہ: لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ

شیعہ کا کلمہ : لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل۔

آپ نے دیکھا کہ شیعہ، اسلام کے کلمہ پر بھی راضی نہیں۔ اس سے پہلے آپ شیعہ کتب میں دیکھ چکے ہیں کہ شیعہ کا قرآن پر ایمان نہیں ہے، قرآن کریم پر ایمان تو بعد کی بات ہے اسلام میں داخلے کے لیے سب سے پہلی چیز ''کلمہ اسلام'' ہے جو طبقہ، اسلام کے کلمہ کو ہی تسلیم نہیں کرتا وہ تیس پاروں کے قرآن کو کیسے تسلیم کرے گا، یہی وجہ ہے کہ شیعہ کلمہ سے لیکر مذہب اسلام کے ہر ہر مسئلے میں اختلاف کرتا چلا آرہا ہے، اور اس کے باوجود بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اسلام سے اپنی محبت کا اظہار کرنے سے بھی نہیں چوکتا۔

شبیر: میں تو کلمے میں علی ولی اللہ اور دیگر الفاظ کے اضافے کو کوئی زیادہ اہمیت نہیں دیتا تھا۔ بلکہ میرے ذہن میں تو یہ تھا کہ ہمارے کلمے میں جہاں اللہ کی وحدانیت اور حضرت ﷺ کی رسالت کا ذکر ہے وہاں حضرت علیؓ کی ولایت، وصایت اور خلافت کا ذکر بھی ایک مستحسن چیز ہے؟ اس میں کیا حرج ہے؟

سلیم: بات دراصل یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بتلائے ہوئے کلمے میں اضافہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا کلمہ مکمل نہیں تھا، جس میں حضرت علیؓ کی ولایت وغیرہ کا ذکر ہونے سے رہ گیا تھا اسے شیعہ حضرات نے مکمل کر کے کلمے کے نقص کو دور کر دیا۔

پھر اسلام کے کلمے میں جن دو چیزوں کا ذکر ہے، یعنی ''توحید اور رسالت'' ان

دونوں چیزوں پر ایمان لانا فرض اور انکار کفر ہے۔ شیعہ نے ان دو چیزوں کے ساتھ حضرت علیؓ کی ولایت کا ذکر شامل کر کے ولایت علیؓ پر ایمان لانے کو بھی فرض اور اس کے انکار کو کفر قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ اس لیے کہ آپ ''اصول کافی'' کی روایت میں پڑھ چکے ہیں کہ شیعہ کے ہاں جس طرح رسول اللہ ﷺ کے منکر کو کافر کہا جاتا ہے اسی طرح ''علی ولی اللہ'' کا منکر بھی کافر ہے۔

الغرض کلمہ میں ''ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل'' کو شامل کرنے کا مقصد ان تمام لوگوں کو ''کافر'' قرار دینا ہے۔ جو اس کلمہ کے بقیہ جزو کو نہیں مانتے۔

چنانچہ کلمہ کے معاملے میں شیعوں نے مسلمانان عالم سے الگ راستہ اختیار کیا۔ اور نویں، دسویں جماعت کے شیعہ طلباء کے لیے انہوں نے بالاصرار وہی اضافہ شدہ کلمہ شائع کروایا۔

۲ اذان

''کلمہ'' کی طرح شیعہ حضرات اس اذان پر بھی راضی نہیں ہیں جو حضور ﷺ نے اپنے صحابہ ؓ کو سکھائی تھی، اور حضرت بلالؓ، حضرت ابن ام مکتومؓ اور دیگر صحابہؓ سے دلوائی تھی۔

اسلام نے جس اذان کا حکم دیا ہے اور جو اذان، اسلام کا شعار ہے وہ وہی اذان ہے جو اہل سنت کی مساجد میں پڑھی جاتی ہے۔ لیکن اہل تشیع نے اس اذان کو بھی نامکمل اور ناکافی سمجھتے ہوئے اپنی طرف سے ''علی ولی اللہ'' کا اضافہ کر دیا۔ حالانکہ شیعہ مجتہد، شیخ صدوق ابو جعفر قمی نے اپنی تصنیف ''من لایحضر الفقیہ'' میں اس اضافہ کو ملعون مفوضہ کی بدعت قرار دیا ہے۔

چنانچہ اذان کے کلمات نقل کرنے کے بعد وہ شیعہ کی طرف سے اضافہ کے بارے میں

جو کچھ لکھتے ہیں وہ آپ مذکورہ کتاب میں خود پڑھ سکتے ہیں۔ عبارت ملاحظہ فرمائیے:

سنیوں کی اذان، شیعہ کی کتابوں میں

"هذا هو الاذان الصحيح لا يزاد فيه ولا ينقص منه والمفوضة لعنهم الله قد وضعوا اخباراً وزادوا فى الاذان محمد وال محمد خير البرية مرتين، وفى بعض رواياتهم بعد اشهد ان محمد رسول الله. اشهد ان عليا ولى الله مرتين ومنهم من روى بدل ذلك اشهد ان عليا امير المومنين حقا مرتين، ولا شك فى ان عليا ولى الله وانه امير المومنين حقا وان محمدا واله صلوات الله عليهم خير البرية ولكن ليس ذلك فى اصل الاذان وانما ذكرت ذلك ليعرف بهذه الزيادة المتهمون بالتفويض المدلسون انفسهم فى جملتنا۔"

ترجمہ: "یہی صحیح اذان ہے اس میں اضافہ نہیں کیا جائے گا نہ اس میں کمی کی جائے گی۔ اور فرقہ مفوضہ نے ان پر اللہ کی لعنت ہو، کچھ روایتیں گھڑی ہیں اور انہوں نے اذان میں "محمد و المحمد خير البرية" کے الفاظ دو مرتبہ بڑھائے ہیں۔ اوران کی بعض روایات میں اشهد ان محمد رسول الله کے بعد "اشهد ان عليا ولى الله" (دو مرتبہ) کے الفاظ ہیں۔ اور بعض نے ان الفاظ کے بجائے "اشهد ان امير المومنين" (دو مرتبہ) کے الفاظ روایت کیے ہیں۔ اور کوئی شک نہیں کہ علیؓ، ولی اللہ ہیں، اور یہ کہ وہ واقعی امیر المومنین ہیں اور یہ کہ محمدؐ و آل محمدؐ، خیر البریۃ ہیں، لیکن یہ الفاظ اصل اذان میں نہیں۔ میں نے یہ اس لیے ذکر کیا تا کہ اس زیادتی کے ذریعے وہ لوگ پہچانے جائیں جن پر تفویض کی تہمت ہے اور جو اپنے عقیدے کو چھپا کر ہماری جماعت کے اندر گھسنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

ملاحظہ فرمائیے کہ شیخ صدوق تاکید شدید فرماتے ہیں کہ اذان کے اصل کلمات میں

کمی بیشی نہ کی جائے اور یہ کہ "اشھد ان علیا ولی اللہ" کے کلمات کا اضافہ بدبخت اور ملعون مفوضہ کی ایجاد کردہ بدعت ہے۔ لیکن آج کل ان ملعونوں کی بدعت پر بھی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ آپ جانتے ہیں کہ اذان میں کچھ اور کلمات کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔ مثلاً: "اشھد ان امیر المومنین، و امام المتقین، علیا ولی اللہ، وصی رسول اللہ، و خلیفتہ بلا فصل۔"

ذرا مجھے سمجھایئے کہ شیخ صدوق کے زمانے میں "اشھد ان علیا ولی اللہ" کے الفاظ بدعت اور موجب لعنت تھے اور آج ان طویل الفاظ کے بڑھانے سے یہ بدعت اور لعنت کتنے گنا بڑھ گئی ہوگی؟

شبیر: یہ تو آپ نے بڑی زبردست دلیل پیش کی ہے، گویا شیعہ کتاب میں سنیوں کی اذان کا ثبوت مل گیا اور شیعہ کی اذان کو بدعت کہہ دیا گیا ہے۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ شیعہ اذان کو بدعت لکھنے والے شیخ صدوق صاحب خود بھی شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ہوئی ناں بات۔

سلیم: میرے بھائی! یہ کوئی حیرت کی بات نہیں بلکہ شیعہ مجتہدین کو یہ سب معلوم ہے اور وہ بھی یہ سب کچھ اپنی کتابوں میں پڑھتے ہیں لیکن اپنی عوام کو اندھیرے میں رکھتے ہیں، ورنہ عوام کو اگر پتہ چل جائے کہ شیعہ مصنفین نے اہل سنت کی اذان کو صحیح اور شیعہ کی اذان کو غلط اور بدعت قرار دیا ہے تو شیعہ عوام اپنے بڑوں کی گردن ناپے۔

شبیر: آخر کب تک عوام کو اندھیرے میں رکھیں گے۔ آخر ایک دن تو حقیقت کھل ہی جائے گی۔ جیسے آج میرے سامنے حقیقت کا انکشاف ہوا ہے اور آپ نے شیعہ مذہب کا سارا کچا چھٹا کھول کر میرے سامنے رکھ دیا ہے۔ ورنہ آج تک تو میں بھی یہی سمجھتا رہا کہ ہماری اذان بالکل صحیح اور سنیوں کی اذان غلط ہے۔

سلیم: آپ نے یہ دیکھ لیا کہ سنیوں کی اذان کا ثبوت شیعہ کتابوں سے مل رہا ہے

لیکن خود شیعہ کی اذان کو شیعہ مصنفین بدعت لکھ رہے ہیں، پھر بھی شیعہ اپنی اسی بدعت پر قائم ہیں۔ آخر کیوں؟

شبیر: میری تو سمجھ میں بات نہیں آتی۔ پتہ نہیں، ایک چیز معلوم ہونے کے باوجود بھی وہ ہٹ دھرمی پر کیوں قائم ہیں؟ آپ ہی بتائیں؟

سلیم: میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا ہے کہ شیعہ مذہب قدم قدم پر اسلام سے ٹکراتا ہے اس لیے شیعہ نے ہر ہر جگہ، اسلامی شعائر سے ہٹ کر اپنا الگ راستہ بنایا ہے، اسی وجہ سے انہوں نے اسلام کی اذان میں بھی اپنی طرف سے اضافہ کر کے، اسلامی اذان پر عدم اعتماد کا اظہار کر کے اپنی الگ اذان گھڑلی۔ تاکہ اذان میں بھی مسلمانوں سے اتحاد نہ ہو سکے۔

شبیر: لیکن آج کل تو شیعہ راہنما اتحاد، اتحاد کے عنوان پر بڑی باتیں کرتے رہتے ہیں اور ''اتحاد بین المسلمین'' پر بہت زور دیتے ہیں اور خاص طور پر سپاہ صحابہؓ کے لیے وہ کہتے ہیں کہ اس تنظیم کے لوگ اتحاد کے بجائے انتشار پیدا کر رہے ہیں، آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

سلیم: بھئی دیکھیں! میں نے آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ میرا سپاہ صحابہؓ سے کوئی تعلق نہیں، ہاں سپاہ صحابہؓ کے لوگوں سے کچھ ہمدردی رکھتا ہوں۔ وہ بھی جھنگوی شہیدؒ کی ایک تقریر سننے کے بعد۔ اس لیے میں سپاہ صحابہؓ کی وکالت تو آپ کے سامنے نہیں کروں گا۔ ہاں آپ نے جو کہا کہ شیعہ راہنما تو ہمیشہ اتحاد کی بات کرتے ہیں۔ تو جواباً عرض ہے کہ شیعہ کی طرف سے اتحاد کی بات محض ایک دھوکہ ہے۔ ورنہ آپ خود سوچیں کہ شیعہ کا کلمہ، شیعہ کی اذان، شیعہ کا قرآن، شیعہ کا نظام زکوٰۃ، شیعہ کا روزہ، شیعہ کا وضو، شیعہ کی نماز شیعہ کی حدیث اور دیگر بے شمار مسائل ہم نے تو انہیں الگ بنا کر نہیں دیئے۔ انہوں نے خود ہی اپنے لیے ایک علیحدہ راستے کا انتخاب کیا ہے۔

اور وہ اپنے اس راستے پر پوری ڈھٹائی سے قائم بھی ہیں، اس راستے کو چھوڑنے پر تیار ہی نہیں۔ یہاں تک کہ اسکولوں میں شیعہ سنی بچے اکٹھے ایک ہی استاذ کے پاس ایک ہی نصاب پڑھا کرتے تھے، شیعہ کو یہ بات بھی پسند نہ آئی اور انہوں نے شیعہ سنی اختلاف کا بیج اسکول کے بچوں کے معصوم ذہنوں میں ڈالنے کے لیے اپنی اسلامیات حکومت سے پرزور مطالبہ کر کے الگ کروالی۔ کیا ہم نے انہیں یہ مشورہ دیا تھا کہ اسکول میں بھی شیعہ سنی اختلافات پیدا کردیئے جائیں تاکہ اسکولوں میں بھی جھگڑا شروع ہو جائے اور بچپن سے ہی شیعہ سنی لڑائی کا آغاز کردیا جائے جو کبھی ختم ہونے کا نام ہی نہ لے؟ ہر ہر قدم پر، ہر ہر مسئلے میں، انہوں نے ملت اسلامیہ سے اتحاد کرنے کے بجائے اپنے لیے الگ راستہ نکالا۔ تو اس پس منظر کی بنیاد پر آپ شیعہ راہنماؤں کی طرف سے اتحاد، اتحاد اور اتحاد بین المسلمین کے کھوکھلے دعوؤں کا خود ہی اندازہ کرلیں کہ وہ اپنے موقف میں کہاں تک مخلص ہیں؟

شبیر: آپ نے بجا کہا کہ ہمارے مذہب کی کوئی چیز انہیں پسند نہیں، ہر جگہ انہوں نے اختلاف کیا ہے اور پھر کہتے یہ ہیں کہ اتحاد ہونا چاہیے۔ تو اتحاد کا راستہ تو انہوں نے خود بند کردیا ہے۔ پھر اتحاد کہاں سے ہو؟

اچھا تو بات دوسری طرف نکل گئی۔ آپ مجھے اسلام سے شیعہ مذہب کے اختلافات کی مثالیں دے رہے تھے۔ مثلاً کلمہ اور اذان میں شیعہ کا راستہ الگ ہے۔ مزید کوئی مثال؟

سلیم: ہاں، ہاں سنیے!

۳ نماز

آپ نے دیکھا ہوگا کہ ساری دنیا کے مسلمان ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں یہاں تک کہ مکہ اور مدینہ جو اسلام کا سرچشمہ اور منبع ہیں، وہاں بھی نماز ہاتھ باندھ کر پڑھی

جاتی ہے، اللہ کے گھر، خانہ کعبہ میں بھی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھی جاتی ہے، حضور اکرم ﷺ کی مسجد نبویؐ میں بھی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھی جاتی ہے۔ گویا ساری دنیا کے مسلمان، حنفی شافعی، مالکی، حنبلی، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، مقلدین، غیر مقلدین، نماز ہاتھ باندھ کر پڑھتے ہیں لیکن شیعہ کو نماز میں ہاتھ باندھنا پسند نہیں۔

اب آپ یا تو یہ کہیں کہ ساری دنیا کے مسلمان غلط راہ پر چل رہے ہیں اور شیعہ کا طریقہ صحیح ہے یا پھر اکیلے شیعہ کو غلط کہیں اور دنیا کے تمام مسلمانوں کو صحیح راہ پر سمجھیں۔ اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

لن یجتمع امتی علی الضلالۃ۔ (حدیث)

ترجمہ: ''میری امت کبھی گمراہی پر متحد نہیں ہوگی۔''

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ساری امت متحد ہو کر کوئی غلط فیصلہ نہیں کر سکتی۔ تو پوری دنیا میں مسلمانوں کا ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا، اس عمل کے صحیح ہونے کی دلیل ہے اور صرف شیعہ کا ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا، ایک الگ راستہ ہے، جو اس کا وطیرہ ہے۔

شبیر: لیکن شیعوں کے ہاں عورتیں تو ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتی ہیں؟

سلیم: ہو سکتا ہے کہ ان کے ہاں عورتوں کے لیے الگ مذہب ہو اور مردوں کے لیے الگ۔ ورنہ پورے عالم اسلام میں تمام مرد حضرات اور تمام خواتین ہاتھ باندھ کر ہی نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن شیعہ حضرات کا معاملہ الگ ہے۔ انہوں نے تو ہر جگہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنائی ہے ناں۔ اس لیے اگر وہ بھی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے لگ جائیں تو پھر تو ملت اسلامیہ کے ساتھ ان کا اتحاد ہونے کا امکان پیدا ہو جائے گا اور یہ انہیں مطلوب نہیں ہے۔

شبیر: خیر، یہ تو ایک ایسا اختلاف ہے جو ہر انسان پر عیاں ہے، تقریباً ہر مسلمان اس اختلاف سے بخوبی واقف ہے۔ کوئی اور اختلاف؟

سلیم: بھئی اختلافات تو بہت ہیں، کونسا وہ مسئلہ ہے، جس میں شیعہ کو دیگر مسلمانوں سے اختلاف نہیں ہے؟

۴ روزہ

آپ نے اخبارات میں رمضان شریف کے مہینے میں روزوں کے اوقات کا تراشا تو ضرور پڑھا ہوگا، جس میں مسلمانوں کے لیے روزوں کے اوقات درج ہوتے ہیں تو ساتھ ہی برائے اہل تشیع کا عنوان دیکر ان کے لیے الگ اوقات تحریر کیے جاتے ہیں اور وہ اوقات ہمارے اوقات سے مختلف ہوتے ہیں۔

حضور ﷺ نے سحری میں تاخیر کرنے اور افطار میں جلدی کرنے کا امت کو حکم دیا ہے۔ لیکن شیعہ اس کے برعکس سحری میں جلدی اور افطار میں تاخیر کرتا ہے، جس کا اندازہ آپ اخبارات میں لکھے ہوئے سحر و افطار کے اوقات سے بخوبی کر سکتے ہیں۔

میں آپ کو کیا کیا بتاؤں؟

شیعت اور اسلام میں فرق

قدم قدم پر شیعہ مذہب، اسلام اور اہل اسلام سے متصادم ہے۔

۱...... مسلمان عبادت کے لیے مساجد بناتے ہیں، شیعہ کے ہاں امام بارگاہ ہوتی ہے۔

۲...... مسلمان وضو ہاتھوں سے شروع کرتے ہیں اور شیعہ، وضو پاؤں سے شروع کرتے ہیں۔

۳...... مسلمان ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں، شیعہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔

۴...... مسلمان زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ شیعہ خمس ادا کرتے ہیں۔

۵...... مسلمان حج کے موقع پر اللہ کی عبادت اور مناسک حج ادا کرتے ہیں، جبکہ شیعہ وہاں سیاسی قوت کا مظاہرہ کرتے اور روضۂ رسولؐ پر حضرات شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کو گالیاں دیتے ہیں۔

۶...... مسلمان صرف اللہ کو مشکل کشا سمجھتے ہیں جبکہ شیعہ کے ہاں گھوڑا بھی مشکل کشا بن جاتا ہے۔

۷...... مسلمانوں کی نظر میں مقدس ترین مقامات مکہ اور مدینہ ہیں۔ لیکن شیعہ کے ہاں کربلا ہے۔

۸...... مسلمانوں کے ہاں نوحہ کرنا حرام ہے۔ شیعہ اسے عبادت سمجھتے ہیں۔

۹...... مسلمانوں کے نکاح کے موقع پر صرف لڑکی کی طرف سے وکیل مقرر کیا جاتا ہے جبکہ شیعہ کے ہاں لڑکے کی طرف سے بھی وکیل ہوتا ہے۔

۱۰...... مسلمان قرآن کریم کو اللہ کی لاریب ولاشک اور ہر قسم کی غلطی سے پاک کتاب مانتے ہیں جبکہ شیعہ قرآن کریم پر ایمان نہیں رکھتے۔

۱۱...... مسلمان، قرآن کے بعد احادیث رسول کو معیار مانتے ہیں، جبکہ شیعہ نہ قرآن کو مانتا ہے اور نہ ہی حدیث کو۔ اس لیے کہ حدیث کے سب سے پہلے راوی صحابہ کرامؓ ہیں۔

۱۲...... مسلمانوں کے ہاں صحابہ کرامؓ، معیار ایمان وعمل ہیں۔ جبکہ شیعہ صحابہ کرامؓ کو مسلمان ہی تسلیم نہیں کرتے۔

۱۳...... مسلمانوں کے ہاں حضور اکرمؐ کے سب سے پہلے خلیفہ، حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں جبکہ شیعہ، حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کو غصب شدہ خلافت سمجھتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو غاصب وظالم قرار دیتے ہیں۔

۱۴...... مسلمانوں کے عقیدے میں تمام انسانوں سے انبیاء افضل ہیں۔ جبکہ شیعہ عقیدے میں تمام انسانوں سے بارہ امام افضل ہیں۔ یہاں تک کہ نبیوں سے بھی افضل ہیں۔ (نعوذ باللہ)

۱۵...... مسلمان ''زنا'' کو گناہ کبیرہ جانتے ہیں۔ جبکہ شیعہ ''زنا'' کو ''متعہ'' کا نام دیکر

جائز بلکہ مستحسن عمل قرار دیتے ہیں۔

۱۶...... مسلمان جھوٹ بولنے کو حرام اور گناہ سمجھتے ہیں جبکہ شیعہ جھوٹ کو تقیہ کا نام دیکر اسے دین کا اہم جزو سمجھتے ہیں۔ اور اس کے بغیر دین کو نامکمل بتاتے ہیں۔

الغرض کلمہ، اذان، وضو، نماز، روزہ، زکوۃ، حج، قرآن، حدیث، صحابہؓ، اہل بیتؓ اور دیگر بیشتر مواقع پر شیعہ مذہب، اسلام سے الگ نظر آتا ہے۔ پھر انہیں کس بنیاد پر مسلمان تسلیم کر کے ان سے اتحاد کیا جائے؟

شبیر: ٹھیک ہے شیعہ کا ہر ہر جگہ، اسلام سے اور دیگر مسلمانوں سے اختلاف ہے لیکن بنیادی طور پر وہ خدا کو تو مانتا ہے۔ قیامت کے دن پر تو یقین رکھتا ہے؟

سلیم: آپ کو حیرت ہوگی کہ شیعہ کا خدا کے بارے میں بھی وہ نظریہ نہیں ہے جو تمام اہل اسلام کا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں۔

"قل اللھم ملک الملک توتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء"

ترجمہ: "کہہ دیجیے اے اللہ! جو مالک ہے بادشاہی کا، جس کو چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے۔"

حضرت عثمانؓ و معاویہؓ بدقماش (نعوذ باللہ)

کسی کو حکومت دینا، یا چھین لینا۔ عزت دینا یا ذلت اللہ ہی کا کام ہے۔ جیسے لوگ اور عوام ہوتے ہیں ویسے ہی اللہ ان پر حاکم بھیج دیتا ہے۔ لیکن شیعوں کا اللہ کے بارے میں نظریہ "ایرانی انقلاب کے محرک خمینی نے یوں پیش کیا ہے۔

"ہم اس خدا کی پرستش نہیں کرتے، گویا وہ خدا لائق عبادت نہیں جس نے عثمانؓ، معاویہؓ اور یزید جیسے بدقماشوں کو خلافت دے دی۔" (کشف اسرار ص ۱۱۹)

شبیر: اس عبارت میں تو خمینی صاحب نے حضرت عثمانؓ، حضرت معاویہؓ اور یزید

کی خلافت پر طعن و تشنیع کی ہے۔ اللہ کی ذات کے بارے میں تو کچھ نہیں کہا؟

سلیم: آپ مجھے اوپر کی آیت کی روشنی میں بتائیں کہ حکومت دینا یا چھین لینا کس کا فعل ہے؟

شبیر: اللہ تعالیٰ کا۔

سلیم: تو حضرت عثمانؓ، حضرت معاویہؓ اور یزید کو حاکم بنانے والا کون ہے؟

شبیر: اللہ تعالیٰ۔

سلیم: یہی بات تو میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ حضرت عثمانؓ، حضرت معاویہؓ اور یزید کو اللہ نے ہی تو حکومت دی ہے۔ اور خمینی کہتا ہے کہ میں ایسے خدا کو لائق عبادت نہیں سمجھتا۔ جس نے مذکورہ اشخاص کو حکومت دی ہے۔

شبیر: اب میری سمجھ میں بات آئی۔ یہ عبارت تو واقعی کفریہ عبارت ہے۔ لیکن میرے ذہن میں ایک سوال پیدا ہو رہا ہے کہ حکومت دینا اگر اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تو اس وقت دنیا میں بڑے بڑے فساق و فجار بلکہ کافر قسم کے لوگ بھی حکومت کر رہے ہیں۔ اگر یہ نظریہ مان لیا جائے کہ حکومت اللہ دیتا ہے تو گویا ان کافروں، فاسقوں، جابروں وغیرہ کو بھی حکومت اللہ نے دی ہے۔

سلیم: نہیں، اس لیے کہ حدیث میں آتا ہے۔

"اعمالکم عمالکم۔" (حدیث)

ترجمہ: جیسے تمہارے اعمال ہونگے ویسے تمہارے حکمراں ہونگے۔"

تو اللہ تعالیٰ پر حرف کیسے آئے گا؟ اس کا قانون ہے جیسی عوام ہوگی ویسے ہی ان پر حکمران مسلط کر دیئے جائیں گے۔ اگر عوام اپنے اندر اسلامی تبدیلی لائیں گے تو ان کے حکمران بھی پھر انہی میں سے ہونگے۔ گویا جیسی عوام ویسے حکام۔

شبیر: میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ شیعہ قیامت کو بھی تو مانتا ہے؟ آپ ذرا

وضاحت کریں کہ اس میں بھی کوئی اختلاف ہے؟

سلیم: صرف قیامت کو مان لینا کافی نہیں بلکہ قیامت کے اس تصور کو ماننا ضروری ہے جو اسلام پیش کرتا ہے۔ مثلاً......

"فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ٥ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره ٥"

(سورة الزلزال پارہ ۳۰)

ترجمہ: "اور جس نے ذرہ بھر نیک عمل کیا وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرا برابر بُرا عمل کیا وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔"

قرآن، قیامت کا یہ تصور پیش کرتا ہے کہ جہاں اچھے اور بُرے اعمال کے مطابق انسان کے ساتھ جزا و سزا کا معاملہ ہوگا۔

شیعہ کا نظریہ قیامت

لیکن شیعہ کا نظریہ یہ ہے کہ چونکہ ہمارے دلوں میں اہل بیت کی محبت ہے اس لیے ہمارا کوئی بُرا عمل یا گناہ ہمیں جہنم میں لے جانے کا باعث نہیں بنے گا۔ بلکہ جب اعمال کا وزن کیا جائے گا تو ترازو کے ایک پلڑے میں ہمارے تمام گناہ اور دوسرے پلڑے میں ایک پرچہ، جس پر یہ لکھا ہوگا کہ "یہ شخص اہل بیتؓ سے محبت رکھنے والا ہے" رکھ دیا جائے گا۔ جس کے وزن سے محبت اہل بیتؓ والا پلڑا جھک جائے گا، اور وہ شخص جنت میں چلا جائے گا۔ (ضمیمہ مقبول احمد دہلوی صفحہ ۴۵۴)

اب آپ بتائیں کہ شیعہ "نظریہ قیامت" میں بھی اہل اسلام سے متفق ہیں؟

شبیر: یہ عجیب نظریہ ہے؟ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ دنیا میں جتنے چاہو گناہ کرتے رہو، بس دل میں اہل بیتؓ کی محبت ہونی چاہیے، جو جنت میں لے جانے کا سبب بن جائے گی؟

سلیم: تو اور کیا؟ دنیا میں بھی مزے کرو اور آخرت میں بھی۔ "بس شیعہ بن جاؤ۔"

شبیر: نہیں بھئی، دنیا میں تو مزے ہیں ہی لیکن آخرت میں ان کے لیے مزے کہاں؟ یہ تو ان کا خیال اور وہم ہے۔ ایسے تھوڑی جنت مل جائے گی؟ یہ جنت تو نہ ہوئی خالہ جان کا گھر ہوا؟

سلیم: میں انہی کے نظریے کی بات کر رہا ہوں کہ وہ اس زعم میں مبتلا ہیں کہ دنیا میں عیاشی کرتے رہیں اور آخرت میں اہل بیتؑ سے محبت کی بدولت جنت مل جائے گی۔ کیا خوب رہی؟

رات کو خوب سی پی، صبح کو توبہ کرلی
رند کے رند ہے، ہاتھ سے جنت نہ گئی

شبیر: کافی وقت بیت گیا ہے۔ آپ بھی یقیناً تھک گئے ہونگے لیکن چند چیزیں میرے ذہن میں کھٹکتی ہیں۔ اگر آپ کو بوریت نہ ہو رہی ہو تو پوچھوں؟

سلیم: ہاں، ہاں ضرور پوچھیں اور یہاں سے مطمئن ہو کر جائیں۔

شبیر: یہ بات تو سمجھ گیا کہ شیعہ کافر ہی نہیں بلکہ بدترین کافر ہے لیکن شیعہ کے علاوہ دنیا میں اور بھی تو کافر ہیں۔ ہندو، سکھ، مجوسی، یہودی، عیسائی، قادیانی وغیرہ سبھی کافر ہیں، لیکن ''سپاہ صحابہؓ'' والے صرف ایک ہی نعرہ لگاتے ہیں۔

''کافر کافر، شیعہ کافر''

وہ آخر کافر کافر، ہندو کافر۔ کافر کافر، سکھ کافر، کافر کافر مجوسی کافر یا کافر کافر، قادیانی کافر کے نعرے کیوں نہیں لگاتے؟ صرف شیعہ کے کفر کا نعرہ لگانا اور دوسرے تمام کافروں کو نظر انداز کر دینا چہ معنی دارد؟

سلیم: اس کا صحیح جواب تو سپاہ صحابہؓ والے ہی دے سکتے ہیں لیکن میری سمجھ میں جو بات آتی ہے وہ یہ ہے کہ یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں، قادیانیوں اور ہندوؤں کے بارے میں تو کسی کو شبہ ہی نہیں۔ ہر چھوٹا بڑا مسلمان جانتا ہے کہ یہ غیر مسلم ہیں۔ یہی

وجہ ہے کہ کوئی مسلمان آج ان کافروں سے مسلمانوں والا برتاؤ نہیں کرتا۔ نہ ان کو شادی غمی میں بلاتا ہے نہ ان سے کوئی مسلمان رشتہ ناطہ کرتا ہے۔ اور نہ ان کی دعوتوں میں جاتا ہے۔ اس لیے کہ بچہ بچہ ان کے کفر سے آگاہ ہے اور کوئی انہیں مسلمان تسلیم نہیں کرتا۔ لہٰذا ان کے بارے میں اس اعلان کی ضرورت ہی نہیں کہ وہ غیر مسلم ہیں۔

لیکن شیعہ کا معاملہ ان سے الگ ہے۔ شیعہ کو ہمارے ناواقف مسلمان بھائی، مسلمان سمجھتے ہیں، ان سے رشتہ ناطہ کرتے ہیں، ان کی شادی، غمی میں شریک ہوتے ہیں، انہیں اپنی شادیوں اور غمیوں میں شریک کرتے ہیں۔ گویا ان سے مسلمانوں والا برتاؤ کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں، اس لیے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو حقیقت سے آگاہ کریں اور انہیں بتائیں کہ جسے آپ مسلمان سمجھ کر مسلمانوں والا برتاؤ کر رہے ہیں وہ حقیقت میں مسلمان نہیں۔ بلکہ اپنے کفریہ عقائد کی بنا پر اسلام سے خارج ہیں۔

شبیر: بات تو معقول ہے۔ اہل تشیع کے بارے میں عوام کی سوچ یہی ہے بلکہ بہت سے پڑھے لکھے اور سمجھدار لوگ بھی شیعہ سنی اختلاف کو معمولی نوعیت کا فروعی اختلاف سمجھ کر شیعہ سنی بھائی چارہ کی فضا قائم رکھنے کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔ جبکہ شیعہ سنی اختلاف، فروعی قسم کا اختلاف ہرگز نہیں بلکہ بنیادی عقائد میں شدید اختلاف موجود ہے۔ اور صرف اختلاف ہی نہیں بلکہ شیعہ کے عقائد تو سراسر کفر پر مبنی ہیں جن کی موجودگی میں ان سے اتفاق واتحاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سلیم: آپ ماشاء اللہ سمجھ دار ہیں اور یہ بات بڑی آسانی سے آپ کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ اسلام اور کفر بھلا کیسے یکجا ہو سکتے ہیں۔ جس طرح ہندو مسلم اتحاد، عیسائی مسلم اتحاد، یہود مسلم اتحاد، قادیانی مسلم اتحاد نہیں ہو سکتا، اسی طرح شیعہ مسلم اتحاد بھی ناممکنات میں سے ہے۔ ہاں بعض ملکی، سیاسی یا علاقائی مسائل کے حل کے لیے اتحاد

ہو سکتا ہے۔

شبیر: جب یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ شیعہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تو پھر ان سے سیاسی یا علاقائی اتحاد کیوں کیا جائے؟

سلیم: اگر ان سے اتحاد کیے بغیر کام چل سکتا ہو تو ان سے اتحاد نہ کرنا ہی بہتر ہے لیکن اگر کبھی ملکی یا سیاسی یا علاقائی معاملات میں ضرورت پڑے تو ان سے اتحاد کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس لیے کہ سیاسی طور پر ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے بھی مدینہ میں یہود سے معاہدہ کیا تھا۔ اور یہ معاہدہ اسلامی اسٹیٹ کی بقا اور استحکام کے لیے تھا۔

شبیر: ٹھیک! میں سمجھ گیا لیکن ایک بات تو بتائیں۔ میں نے سُنا ہے کہ کسی کافر کو ''کافر'' نہیں کہنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کل کو مسلمان ہو جائے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

سلیم: یہ بات کچھ معقول نظر نہیں آتی اس لیے کہ اگر کسی کافر کو کافر نہیں کہنا چاہیے شاید کہ وہ کل کو مسلمان ہو جائے تو پھر کسی مسلمان کو بھی مسلمان نہیں کہنا چاہیے، شاید کہ وہ کل کو کافر ہو جائے۔

پھر کسی بچے کو بھی بچہ نہیں کہنا چاہیے۔ شاید کہ وہ کل کو جوان ہو جائے۔

پھر کسی جوان کو بھی جوان نہیں کہنا چاہیے۔ شاید کہ وہ کل کو بوڑھا ہو جائے۔

پھر کسی زندہ کو بھی زندہ نہیں کہنا چاہیے۔ شاید کہ وہ کل کو مردہ ہو جائے۔

پھر کسی بیمار کو بھی بیمار نہیں کہنا چاہیے۔ شاید کہ وہ کل کو تندرست ہو جائے۔

پھر کسی تندرست کو بھی تندرست نہیں کہنا چاہیے۔ شاید کہ وہ کل کو بیمار ہو جائے۔

پھر کسی چور کو بھی چور نہیں کہنا چاہیے کہ شاید وہ کل کو چوکیدار بن جائے۔

پھر کسی وزیر کو بھی وزیر نہیں کہنا چاہیے۔ کہ شاید وہ کل کو صدر بن جائے۔

پھر کسی قیدی کو بھی قیدی نہیں کہنا چاہیے۔ شاید کہ وہ کل کو آزاد ہو جائے۔

پھر کسی آزاد کو بھی آزاد نہیں کہنا چاہیے۔ شاید کہ وہ کل کو قیدی بن جائے۔

بھئی سیدھی سی بات ہے کہ جو چور ہے اسے چور کہا جائے گا۔

جو ڈاکو ہے اسے ڈاکو کہا جائے گا۔

جو شریف ہے اسے شریف کہا جائے گا۔

جو وزیر ہے اسے وزیر کہا جائے گا۔

جو قیدی ہے اسے قیدی کہا جائے گا۔

اسی طرح جو مسلمان ہے اسے مسلمان کہا جائے گا۔ جو کافر ہے اسے کافر کہا جائے گا۔ ہاں، جو مسلمان ہے اسے کافر کہنا اور جو کافر ہے اسے مسلمان کہنا واقعی غلط ہے۔

آپ ہی بتائیں کہ اگر میں آپ سے پوچھوں کہ ابوجہل، مسلمان تھا یا کافر؟ ابو لہب، مسلمان تھا یا کافر؟ فرعون، مسلمان تھا یا کافر؟ نمرود، مسلمان تھا یا کافر؟ قادیانی مسلمان ہیں یا کافر، ہندو، مسلمان ہیں یا کافر، مجوسی، مسلمان ہیں یا کافر؟ تو آپ مجھے کیا جواب دیں گے؟

شبیر: جن لوگوں یا جن طبقات کا آپ نے ذکر کیا ہے یہ تو واقعی کافر تھے۔

سلیم: تو پھر میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے کافروں کو کافر کیوں کہا؟

شبیر: بھئی! یہ تو دنیا جانتی ہے اور تمام اہل اسلام نے بتایا ہے کہ مذکورہ لوگ یا طبقات غیر مسلم اور کافر ہیں۔ اس لیے ہم بھی بلا جھجک انہیں کافر کہتے ہیں۔

سلیم: تو بات واضح ہوگئی ناں کہ کافر کو کافر کہنا صحیح ہے اور بعض اوقات تو کافر کو کافر کہنا ضروری ہو جاتا ہے؟

شبیر: وہ کب؟

سلیم: جب لوگ کافروں کو مسلمان سمجھ کر اپنے ایمان کو نقصان پہنچا رہے ہوں۔ جیسے آج اگر لوگ ابوجہل، ابولہب، فرعون، نمرود اور ہامان وغیرہ کو مسلمان سمجھنے لگ

جائیں تو ظاہر ہے کہ انہیں یہ بتانا ضروری ہو جائے گا کہ جن کو تم مسلمان سمجھ رہے ہو مسلمان نہیں بلکہ کافر تھے۔ اور اگر ہم، لوگوں کو نہیں بتائیں گے تو ہم بھی اللہ کے ہاں مجرم ٹھہریں گے۔

چنانچہ جب یہ بات آپ پر واضح ہو گئی کہ شیعہ مسلمان نہیں۔ اور عوام ناواقفیت اور کم علمی کی وجہ سے انہیں مسلمان سمجھ کر اپنا ایمان اور عاقبت برباد کر رہے ہیں۔ ان سے رشتے ناطے کر رہے ہیں۔ ان سے مسلمانوں والا برتاؤ کر رہے ہیں تو میری اور آپ کی یہ مذہبی ذمہ داری ہے کہ ہم انہیں بتائیں کہ شیعہ مسلمان نہیں اس لیے ان سے رشتہ ناطہ حرام ہے۔

شبیر: یہ تو آپ نے بڑی اہم بات بتائی۔ واقعی کسی غیر مسلم سے تو نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔ تو جو لوگ شیعہ کو بیٹی کا رشتہ دیتے ہیں یا ان سے رشتہ لیتے ہیں وہ تو بہت بڑا گناہ کر رہے ہیں؟

سلیم: اس میں کیا شک ہے۔ جب یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ کسی غیر مسلم۔ سے نکاح نہیں ہوتا اور شیعہ بھی غیر مسلم ہے تو نکاح کہاں ہوا؟ جب نکاح ہی نہیں ہوا تو اسے رشتہ دینے کی صورت میں تو زندگی بھر "زنا" کا گناہ لازم آئے گا۔

شبیر: اور اس صورت میں جو اولاد پیدا ہو گی وہ کس زمرے میں جائے گی؟

سلیم: آپ خود ماشاءاللہ سمجھدار ہیں۔ خود ہی فیصلہ کر لیجیے کہ اولاد کس زمرے میں جائے گی۔

شبیر: اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جو لوگ شیعہ کے کفر سے ناواقفیت کی بنا پر ان سے رشتے داریاں کر رہے ہیں، انہیں شیعہ کے کفر سے آگاہ کرنا ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ ورنہ ان کے گناہ میں ہم بھی شریک ہونگے؟

سلیم: اگر ہم قدرت ہونے کے باوجود انہیں نہیں بتائیں گے تو یقیناً ہم بھی اللہ

کے ہاں مجرم ہونگے۔

شبیر: یہ جو لوگوں میں مشہور ہے کہ کسی کافر کو بھی کافر نہ کہو، یہ غلط ہے؟

سلیم: ظاہر ہے یہ عوام الناس کا پھیلایا ہوا شوشہ ہے، جبکہ قرآن پاک میں خود اللہ رب العزت نے اپنے محبوب محمد ﷺ کو حکم دیا ہے کہ کافروں کو کافر کہو۔

شبیر: قرآن میں یہ بات کہاں لکھی ہے؟

سلیم: دیکھیے! قرآن پاک کے آخری پارے میں ایک سورت ہے۔ جسے ''سورۃ الکافرون'' کہتے ہیں۔ اس کی پہلی آیت میں ہے: ''قل یاایھا الکافرون''

ترجمہ: ''کہہ دیجیے (اے نبیؐ) اے کافرو!''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خود حضور ﷺ کو حکم دیا کہ کافروں سے اس طرح خطاب کرو کہ اے کافرو!

اب آپ ہی بتائیں کہ حضور ﷺ نے ''اے کافرو!'' کن لوگوں سے کہا تھا؟ مسلمانوں سے یا کافروں سے؟ ظاہر ہے کہ کافروں سے ہی اس آیت میں خطاب ہے۔ اور صاف لفظوں میں خطاب ہے کہ ''اے کافرو!''

معلوم ہوا کہ کافر کو کافر کہنا غلط نہیں بلکہ یہ تو اللہ کا حکم ہے۔ اور حضورؐ کی سنت ہے۔

ہاں! کسی کافر کو اگر آپ کسی کام سے بلانا چاہتے ہیں۔ یا اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں یا وہ آپ کے سامنے جا رہا ہے اور آپ اسے آواز دینا چاہتے ہیں تو اس وقت اسے ''کافر'' کہہ کر نہیں بلکہ اس کا نام لے کر اسے آواز دو۔ ''او کافر!'' کہہ کر آواز دینا اخلاقاً صحیح نہیں۔ اسی چیز کی حدیث میں بھی ممانعت آئی ہے۔ لیکن کافروں کا کفر واضح کرنے کے لیے عوام کو بتانا کہ اس قسم کے عقائد و نظریات رکھنے والا شخص یا طبقہ کافر ہے، گناہ نہیں بلکہ ضروری ہے، تاکہ عوام اس کے کفر سے آگاہ ہو کر اپنے ایمان و اسلام کو بچانے کی فکر کریں۔

شبیر: تو سپاہ صحابہؓ کا مقصد گویا یہ ہوا کہ شیعہ کو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

سلیم: صرف یہ مقصد نہیں بلکہ سپاہ صحابہؓ کے راہنما یہ بتاتے ہیں کہ سپاہ صحابہؓ کا مقصد پاکستان میں نظام خلافت راشدہؓ کے نفاذ کی راہ ہموار کرنا ہے۔ لیکن اس نظام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ شیعہ ہے، حکمران اسے مسلمان سمجھتے ہوئے اس کی رائے کا بھی احترام کرتے ہیں اس لیے حکام وعوام کو یہ باور کرانا ضروری ہے کہ شیعہ مذہب اسلام سے متصادم ہے اس لیے اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے شیعہ کی رائے کا احترام ضروری نہیں۔

سلیم: اگرچہ دیگر تنظیمیں بھی نظام خلافت راشدہ کے نفاذ کی بات تو کرتی ہیں لیکن وہ تنظیمیں اہل تشیع کو مسلمان سمجھتے ہوئے انہیں اپنے ساتھ ملا کر خلافت راشدہؓ کا نظام نافذ کرنا چاہتی ہیں جبکہ شیعہ خلفاء راشدینؓ ہی کو مسلمان تسلیم نہیں کرتا تو وہ ان کے نظام کے نفاذ کے لیے کیا خاک تعاون کرے گا؟ بلکہ وہ تو پوری کوشش کرے گا کہ ملک میں خلفائے راشدینؓ والا نظام حکومت نافذ نہ ہو سکے اور وہ اس نہج پر کوشش کر رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمارے حکمران اور سیاستدان قیام پاکستان سے لیکر آج تک اس نظام کے نفاذ میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ اور جب تک شیعہ کے تعاون سے اسلام کے نفاذ کی کوشش کرتے رہیں گے، کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اس لیے کہ شیعہ نے ہر دور میں اسلام اور اہل اسلام کو نقصان پہنچایا ہے۔ تاریخ اس پر شاہد ہے۔

شیعت، تاریخ کے آئینے میں

شبیر: آپ نے تاریخ کی بات کی ہے۔ کیا آپ تاریخ میں شیعہ کی اسلامی دشمنی کی کوئی مثال پیش کریں گے؟

سلیم: جی ہاں! اسلام کے ابتدائی دور سے ہی شیعہ نے اسلام دشمنی کو اپنا وطیرہ بنایا ہے۔ خلفائے راشدینؓ میں سب سے پہلے حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا۔ جن کو ایرانیوں نے ایک سازش کے تحت فتوحات فاروقی کا انتقام لینے کے لیے ایک کرائے کے غلام ابولؤلو فیروز مجوسی سے شہید کروایا۔ اور شیعہ آج بھی قاتل فاروق اعظمؓ، ابولؤلو فیروز مجوسی کو ''بابا شجاع'' کہہ کر اس سے اظہار عقیدت کرتے ہیں اور اس کے اس مکروہ فعل پر اظہار مسرت کرتے ہیں۔

شہادت عثمان غنیؓ

سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا جس میں تقریباً ۴۴ لاکھ مربع میل کے وسیع رقبے پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ دشمنان اسلام اور دشمنان نظام خلافت راشدہ کو اسلام کا یہ عروج ایک آنکھ نہ بھایا۔ اور انہوں نے اسلام کے اس عظیم تاجدار کو شہید کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت دشمنان اسلام کے لیے یوم عید تھا۔ اور آج تک شیعہ ۱۸ ذوالحجہ کو، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت ہے، ''عید غدیر'' کے طور پر مناتے ہیں، چراغاں کرتے ہیں، شیرینی تقسیم کرتے ہیں اور خوشی و مسرت کے طور پر نئے لباس پہنتے ہیں، اور اپنے اس عمل سے وہ قاتلان عثمانؓ سے اظہار یکجہتی کرتے ہیں۔

شہادت حضرت علیؓ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا۔ ابتداء اسلام سے اسلامی سلطنت کا دار الخلافہ مدینہ منورہ چلا آرہا تھا۔ لیکن جب حضرت علیؓ کا دور خلافت آیا تو ایک خفیہ سازش کے تحت انہیں دار الخلافہ مدینہ سے کوفہ منتقل کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ اور پھر کوفہ میں حضرت علیؓ کے لیے عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ قدم قدم پر ان کے راستے میں رکاوٹیں ڈالی گئیں اور یہ رکاوٹیں ڈالنے والے اپنے آپ کو "شیعان علیؓ" کہتے تھے۔ یہ تمام حقائق شیعہ کی معتبر ترین کتاب "نہج البلاغۃ" میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ نتیجتاً حضرت علیؓ کو بھی شیعوں نے شہید کر دیا۔

شہادت حسینؓ

حضرت علیؓ کی کوفہ میں شہادت کے بعد شیعت کا اگلا نشانہ فرزند علیؓ نواسہ رسولؐ، حضرت حسینؓ بن علیؓ تھے۔ جن کو شہید کرنے کے لیے منظم منصوبہ بندی کے تحت ہزاروں خطوط لکھ کر مدینہ سے کوفہ بلوایا گیا۔ اور جب وہ اہل کوفہ کے ظاہری اخلاص اور محبت سے متاثر ہو کر کوفہ پہنچے تو انہیں بھی میدان کربلا میں شہید کر دیا گیا۔

چونکہ حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کوفہ میں شہید کیے گئے۔ جس کے بارے میں ایک شیعہ مجتہد نور اللہ شوستری اپنی کتاب "مجالس المومنین" کی مجلس اول میں رقمطراز ہے کہ "کوفہ اہل تشیع کا شہر تھا، جہاں اہلِ سنت نہ ہونے کے برابر تھے۔"

جب یہ بات تسلیم کر لی گئی کہ کوفہ شیعوں کا شہر تھا، تو اسی شہر میں حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کا شہید ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ ان دونوں شخصیات کے قاتل کوفہ کے شیعہ ہیں۔ مزید ثبوت کے لیے شیعہ کی کتاب "جلاء العیون" کا مطالعہ کریں جس میں شہدائے

کربلا کے ورثا کا احتجاج تحریر ہے۔ کہ ہمیں ہمارے شیعوں نے بلوایا اور پھر شہید کر دیا۔

بغداد کی تباہی

''ملت اسلامیہ کے خلیفہ مستعصم باللہ کا ایک شیعہ وزیر تھا جس کا نام تاریخ ''ابن علقمی'' بتلاتی ہے، علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ''تاریخ الخلفاء'' میں ابن علقمی کو کٹر شیعہ لکھا ہے۔ اس نے محض شیعہ اسٹیٹ قائم کرنے کے لیے تاتاریوں سے سازباز کی۔ ہلاکو اور چنگیز کو بغداد پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ اور اس حملے کے نتیجے میں بغداد میں ہلاکو اور چنگیز نے مسلمانوں کا اس قدر قتل عام کیا کہ تاریخی روایات کے مطابق کئی دنوں تک دجلہ دریا کا پانی سرخ رہا۔ پھر بغداد میں مسلمان علماء و مفکرین کی تحریر شدہ کتابوں کو دریا برد کر دیا گیا۔ جن کی سیاہی نے کئی مہینوں تک دجلہ کے پانی کو سیاہی مائل رکھا۔ اس طرح شیعہ سازش کے نتیجے میں دولت عباسیہ سخت ترین نقصان سے دوچار ہوئی اور بغداد، مسلمانوں کا مقتل بن گیا۔

مصر کی فاطمی حکومت

تاریخ کی ورق گردانی کرنے سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ مصر میں شیعوں کی فاطمی حکومت، وہ متعصب ترین حکومت تھی۔ جس میں اہلِ سنت عقیدے کا حامل ہونا اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دینے کے مترادف تھا۔ وہ تمام مسلمان، جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفۂ برحق تسلیم کرتے تھے۔ اور ان عظیم شخصیات سے روحانی عقیدت وابستگی رکھتے تھے۔ انہیں فاطمی دور حکومت میں زندہ رہنے کا حق نہیں تھا۔ اگر کوئی مسلمان، زندہ رہتا تو اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ شیعہ مذہب قبول کرے، گویا فاطمی حکومت میں مسلمانوں کو مذہبی آزادی میسر نہیں تھی اور شیعیت نے مسلمانوں کا جینا حرام کر رکھا تھا۔

صفوی دورِ حکومت

۱۵۰۱ء سے قبل ایران میں اہلِ سنت واضح اکثریت میں تھے۔ لیکن ۱۵۰۱ء کے بعد جب اسماعیل صفوی شیعہ کا دورِ حکومت آیا تو اس سیاہ ترین دورِ حکومت میں اہلِ سنت کا قتلِ عام روزمرہ کا معمول بن گیا۔

اہلِ سنت علماء کو چوکوں، چوراہوں پر بنے ہوئے سرکاری اسٹیجوں پر لایا جاتا۔ جہاں پر خلقِ کثیر پہلے سے یہ قیامت خیز منظر دیکھنے کے لیے موجود ہوتی۔ علمائے اہلِ سنت کو مجبور کیا جاتا کہ وہ اسٹیج پر کھڑے ہو کر مجمعِ عام کے سامنے حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور دیگر جلیل القدر صحابہؓ کے خلاف زبان طعن دراز کریں اور ان پر تبرا کریں۔ اگر وہ ایسا کر لیتے تو ان کی جان بخشی ہو جاتی۔ بصورت دیگر انہیں قتل کر دیا جاتا۔

شیعہ حکومت کے ان مظالم و شدائد کے نتیجے میں بہت سے مسلمانوں نے شیعہ مذہب قبول کر لیا۔ جس کی وجہ سے آج ایران میں شیعہ اکثریت میں اور اہلِ سنت اقلیت میں ہیں۔

متفرقات

تاریخ نے جن سیاہ ترین ادوار حکومت کی نشاندہی کی ہے۔ ان میں ایک دورِ حکومت ہندوستان کے ایک شیعہ حکمران، آصف خان کا بھی ہے۔ جس نے ایران سے نادر شاہ کو دہلی بلوایا اور جس طرح بغداد میں ابن علقمی نے چنگیز خان کے ذریعے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی اور بغداد کو تباہ و برباد کیا، اسی طرح آصف خان نے بھی نادر شاہ کے ذریعے دہلی میں مسلمانوں کے خون کو پانی کی طرح بہایا اس کے

دورِ حکومت میں صرف اسی شخص کی جان بخشی ہو سکتی تھی جس کے بارے میں سرکار کو یقین ہو جائے کہ وہ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔

اسی طرح کے بے شمار واقعات تاریخ کی کتابوں میں شیعہ کی مسلم دشمنی اور اسلامی دشمنی کو بے نقاب کرتے ہیں، تاریخ کا ہر طالب علم اس حقیقت کو بخوبی جانتا ہے کہ ملت اسلامیہ کے عظیم فرمانروا اور جرنیل صلاح الدین ایوبی سے غداری کر کے مملکت اسلامیہ کو نقصان پہنچانے والے شیعہ تھے۔

☆......ترکوں سے غداری کر کے سلطان عبدالحمید کو معزول کرانے والے شیعہ تھے۔

☆......اسلامی حکومت کے سربراہ نورالدین زنگی پر قاتلانہ حملہ کے مرتکب شیعہ تھے۔

☆......سلطان ٹیپوؒ سے غداری کرنے والا میر صادق شیعہ تھا۔

☆......نواب سراج الدولہ سے غداری کر کے دشمن کے ہاتھ مضبوط کرنے والا میر جعفر شیعہ تھا۔

☆......ملتان میں اہلِ سنت کے خون سے ہاتھ رنگین کرنے والا ابوالفتح داؤد شیعہ تھا۔

☆......دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت پاکستان کو دولخت کرنے والا حکمران یحییٰ خان شیعہ تھا۔

☆......مسلک اہل حدیث کے جید اور متبحر عالم دین اور عظیم اسکالر علامہ احسان الٰہی ظہیر کے قاتل شیعہ تھے۔

☆......سپاہ صحابہؓ پاکستان کے سب سے پہلے قائد و بانی حضرت علامہ حق نواز جھنگویؒ کو شہید کرنے والے شیعہ تھے۔

☆......چند سال قبل سعودی عرب میں حج کے موقع پر عین حرم پاک میں غیر قانونی جلوس نکالنے اور دہشت گردی کا مظاہرہ کر کے حجاج کرام کو ایذا پہنچانے والے شیعہ تھے۔

☆......سپاہ صحابہؓ پاکستان کے نائب سرپرست اعلیٰ مولانا قاری ایثار القاسمی کو شہید

کرنے والے شیعہ تھے۔

☆......مولانا عبدالصمد آزاد سمیت جھنگ کے پانچ جید علماء کرام کو دن دہاڑے گولیوں کا نشانہ بنانے والے شیعہ تھے۔

☆......جرنیل سپاہ صحابہؓ مولانا محمد اعظم طارق پر بموں اور راکٹوں سے حملہ کرنے اور مولانا کے دو محافظوں کو شہید کرنے والے شیعہ تھے۔

☆......لاہور اسٹیشن عدالت میں خطرناک ترین بم دھماکہ کر کے قائد سپاہ صحابہؓ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی سمیت درجنوں پولیس اہلکاروں اور صحافیوں کو شہید کرنے والے اور جرنیل سپاہ صحابہؓ علامہ محمد اعظم طارق سمیت بیسیوں بے گناہوں کو شدید زخمی کرنے والے شیعہ تھے۔

شبیر: سلیم بھائی! میں آپ کا بے حد مشکور و ممنون ہوں کہ آپ نے میرے سامنے آج ایک ایسی حقیقت بیان کی جو آج تک میری نظروں سے پوشیدہ تھی۔ آپ یقین جانیں مجھے آج تک خود یہ معلوم نہیں تھا کہ ہمارے مذہب میں اس قدر خرافات ہونگی۔ لیکن آپ نے تو ایک مخفی حقیقت کو میرے سامنے منکشف کر دیا۔ اور آپ نے شیعہ مذہب کے رد میں جو دلائل پیش کیے ہیں، اگر کوئی عقل سلیم رکھنے والا تعصب کی عینک اتار کر ان دلائل پر غور کر لے تو وہ یقیناً شیعہ مذہب پر چار حرف بھیجتے ہوئے فی الفور تائب ہو کر صحیح اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر لے گا۔

آج مجھے دیر تو بہت ہو گئی لیکن آپ کے توسط سے اللہ نے مجھ پر بہت سی حقیقتوں کو منکشف کر دیا۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ آمین

سلیم: مجھے بہت خوشی ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کو راہِ حق کا راہی بنا دیا، خداوند عالم مجھے اور آپ کو حق وصداقت کی راہ پر گامزن رکھے۔

وما علینا الا البلاغ

آپ کی رائے

....

....

....

....

....

....

....

اس کتاب سے آپ کو کتنا فائدہ ہوا اور اس میں کیا کمی رہ گئی ہے اپنی قیمتی آراء سے ہمیں ضرور مطلع فرمائیں۔

آپ کی قیمتی آراء ادارہ کے لئے مشعل راہ ہوگی۔

والسلام

ناشر: مکتبہ ندیم شہیدؒ
جامع مسجد صدیق اکبرؓ ناگن چورنگی کراچی
E-mail: rashidnadeem313@hotmail.com

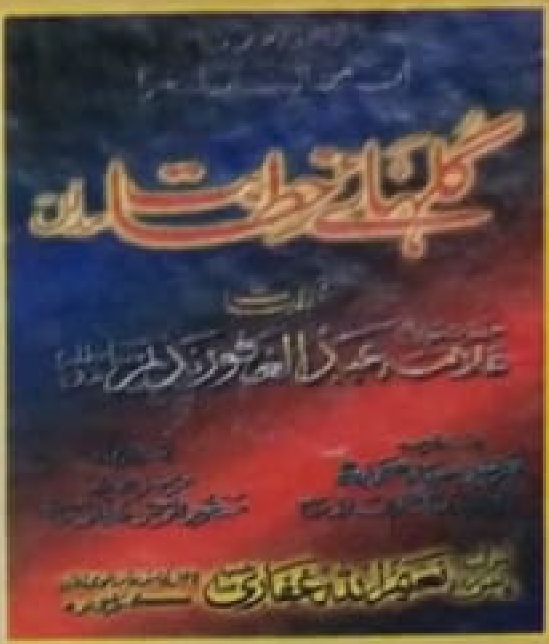
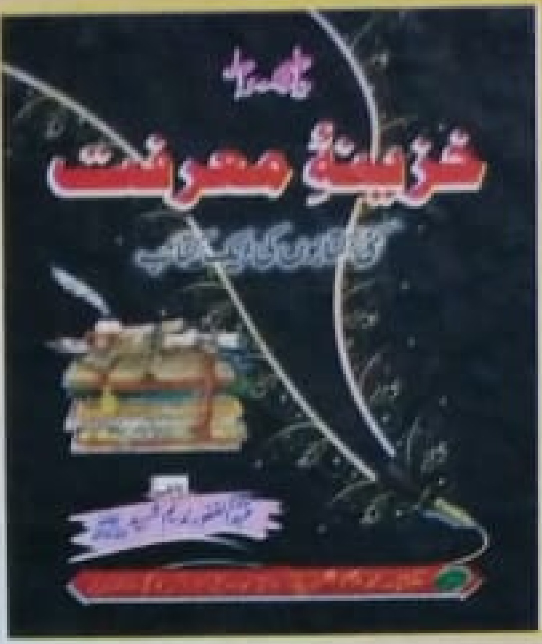
خزینۂ معرفت

یا اللہ مدد
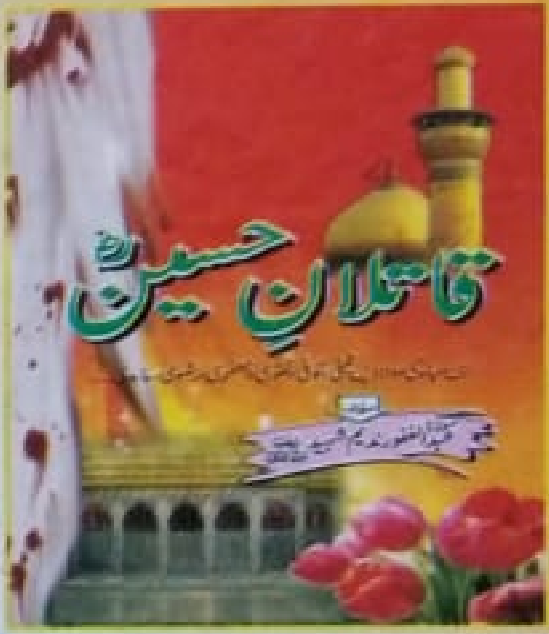
قاتلانِ حسینؓ

متعہ کی حقیقت
محافظ اساس اسلام پاکستان
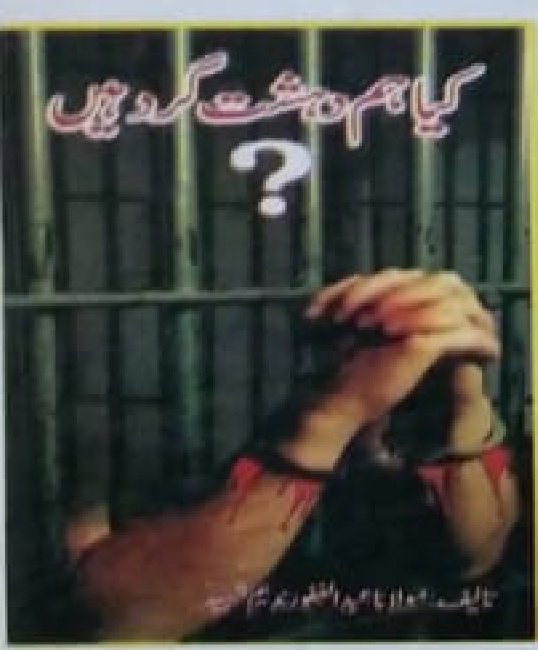
کیا ہم دہشت گرد ہیں
؟
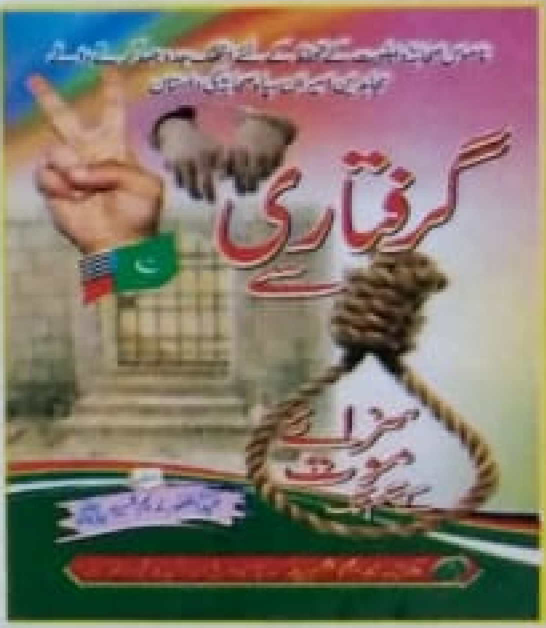
گرفتاری سے
سزائے موت

گلہائے خطابت

ماتم
عبادت
یا
شرارت؟
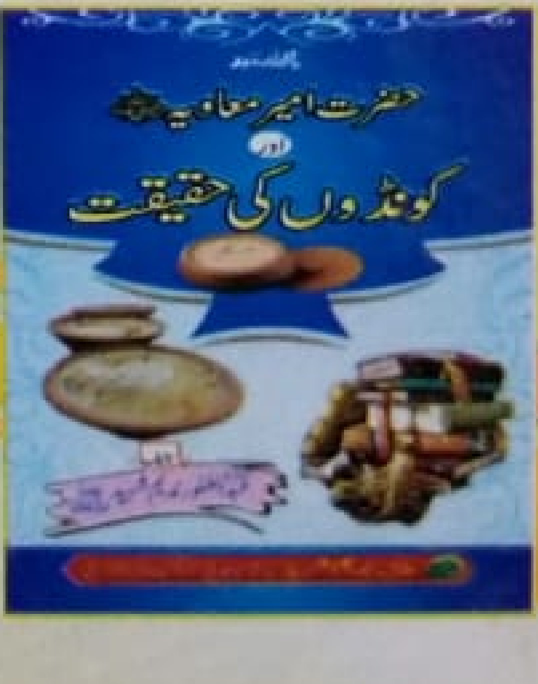
حضرت امیر معاویہ
اور
کونڈوں کی حقیقت
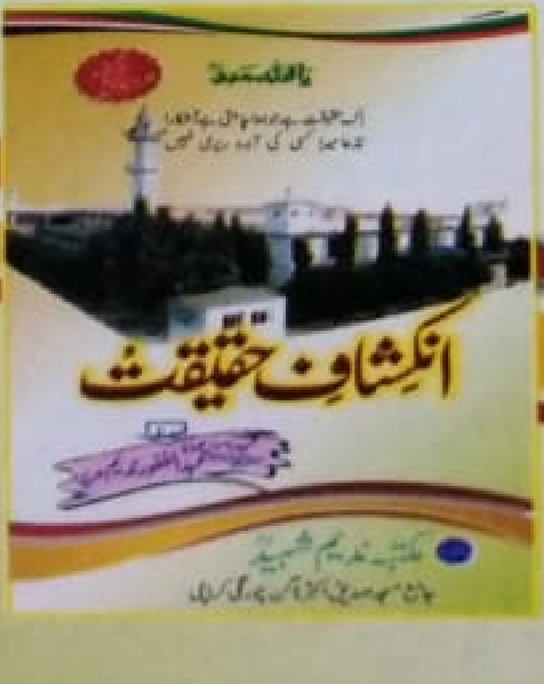
یا اللہ مدد
انکشافِ حقیقت
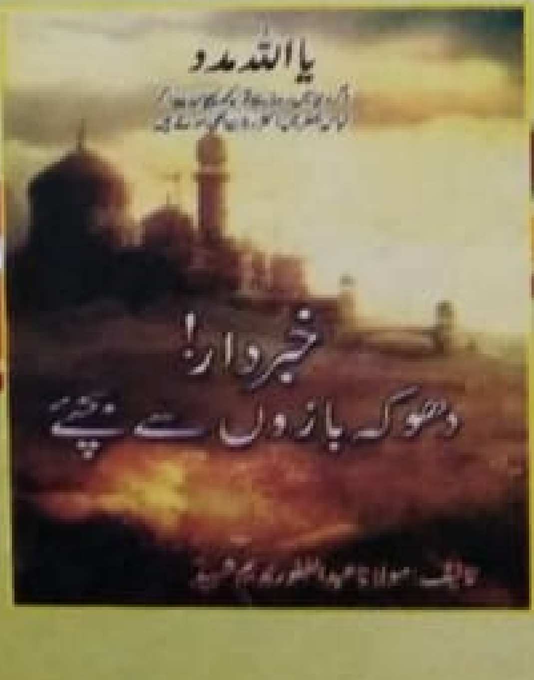
یا اللہ مدد
خبردار!
دھوکہ بازوں سے بچیے